- قومی بحری راستہ 3 مغربی کنارے کی نہر • کولم - کٹّا پورم 250 کلومیٹر
- قومی بحری راستہ 4 گوداوری - کرشنا ندی - کا کی ناڑا - پڈّو چیری 1078 کلومیٹر
- قومی بحری راستہ 5 گو این کھلی - تالچیر 588 کلومیٹر

سمندری بحری راستہ : بھارت کو تقریباً 7516 کلومیٹر طویل ساحل دریا دستیاب ہے۔ اس طویل ساحل پر 13 اہم بندرگاہیں اور 200 جتنی چھوٹی بندرگاہیں واقع ہیں۔ شِپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے قیام کے بعد قومی اور بین الاقوامی بحری راستوں کی کافی ترقی ہوئی ہے۔ کنڈلا، ممبئی نہاوا شیوا، مارماگووا، نیو منگلور اور کوچی بندرگاہیں مغربی ساحل پر واقع ہیں اور کولکاتا، ہلدیہ، پارادیپ، وشاکھا پٹنم، چنّئی، توتی کورین، جیسی مشرقی ساحل کی اہم بندرگاہیں ہیں۔

ریاستِ گجرات کو تقریباً 1600 کلومیٹر ساحل دریا حاصل ہے۔ گجرات میں کنڈلا سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ بھاؤنگر آٹومیٹک لوک گیٹ والی صرف ایک بندرگاہ ہے۔ پوربندر سال بھر کھلی رہنے والی بندرگاہ ہے۔ اس کے علاوہ ویراول، سکّہ، پیپاواو، نولکھی، مُندرا، پوشترا، اوکھا اور ہجیرا جیسی اہم بندرگاہیں بھی ہیں۔ پوشترا بندرگاہ کی ترقی کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

ہوائی راستے

نقل وحمل کے راستوں میں ہوائی آمد و رفت یا نقل وحمل سب سے تیز لیکن مہنگا نقل وحمل ہے۔ دور دراز کے مقامات بیہڑ اور گھنے جنگلات نیز پہاڑی علاقوں میں جہاں سڑک راستوں کی رسائی نہ ہو وہاں ہوائی راستوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بھارت میں تقریباً سال بھر ہوائی اڑان کے لیے موزوں موسم اور آب و ہوا رہتی ہے۔ دورِ حاضر میں ہوائی راستوں کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔

بھارت میں ہوائی خدمات کی ابتدا ڈاک خدمات کے لیے الہٰ آباد سے نینی تک ہوئی تھی۔ بعد میں وہ نجی (پرائیویٹ) کمپنی چلانے والی، فی الحال 'ایر انڈیا' کے نام سے پہچانی جانے والی کمپنی کے علاوہ دیگر خانگی کمپنیاں بھی ہوائی نقل وحمل کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ملک میں بھارتی ومان متھک ستا منڈل کے ذریعے 15 بین الاقوامی، 87 گھریلو ہوائی اڈّے، 25 شہری وِمان ٹرمینل کے ساتھ 127 ہوائی اڈّوں کا انتظام چلا رہا ہے۔ ملک میں کولکاتا، ممبئی، چینئی، نئی دہلی، بنگلور، حیدرآباد اور احمدآباد جیسے 15 بین الاقوامی ہوائی اڈّے ہیں۔ پون ہنس نام کا ادارہ .O.N.G.C کو اور راج سرکار کو ہیلی کوپٹر خدمات فراہم کرتا ہے۔

نقل وحمل کے دیگر ذرائع

پائپ لائن : پانی، معدنی تیل، قدرتی گیس اور دیگر مائع مادّوں کے لیے پائپ لائن کے ذریعے نقل وحمل کی جاتی ہے۔ اسم کے نہار کٹیا سے نون متی-برونی تک معدنی تیل کی پائپ لائن ہے۔ گجرات میں کلول سے کوئلی اور سلایا سے متھورا وغیرہ اہم پائپ لائن راستے ہیں۔ اس کے علاوہ بامبے ہائی سے ممبئی کے ساحل تک معدنی تیل اور گیس نقل وحمل کے لیے متوازی پائپ لائن ڈلی گئی ہے۔ گجرات میں بھی کھمبات، دھوارن، کوئلی احمدآباد میں گیس لائن کی معرفت سے نقل وحمل ہوتی ہے۔ سورت، بھروچ، وڈودرا، احمدآباد، لیمڑی، موربی، راجکوٹ، گاندھی نگر جیسے شہروں میں پائپ لائن کے ذریعے ایندھن گیس کی رسد فراہم کی جاتی ہے۔

ڈور (رجّو) راستہ (روپ وے) : پہاڑی علاقوں میں مال سامان یا مسافروں کی نقل پذیری کے لیے پہاڑی چوٹیوں کے ساتھ ڈور راستے سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ بھارت میں تقریباً 100 جتنے ڈور راستے ہیں۔ شمالی بھارت میں دارجلنگ، کلومنالی، چیراپونجی، ہری دوار، جنوبی بھارت میں چینئی، ملائی کے پہاڑی علاقوں میں ڈور-راستے واقع ہیں۔ گجرات پاواگڑھ، ساپوتارا، امباجی، میں روپ وے یا ڈور راستے دستیاب ہیں۔ جوناگڑھ میں گرنار میں بھی ڈور راستے کا کام جاری ہوا ہے۔

خبر رسانی

ایک مقام سے دوسرے مقام تک معلومات یا خبریں پہنچانا یا حاصل کرنے کے مفصل انتظام کو مواصلاتی نظام کہا جا سکتا ہے۔ ملک میں سیلاب، قحط سالی، زلزلہ، آندھی، تسونامی جیسی قدرتی آفت کے دوران راحت اور بچاؤ کے لیے روزمرّہ زندگی میں مواصلاتی نظام بے حد کارآمد ثابت ہوا ہے۔ ملک کی اقتصادی، سماجی اور تہذیبی ترقی، قومی اتحاد اور سالمیت برقرار رکھنے میں بھی مواصلاتی نظام اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پچھلے زمانے میں ڈھول بجا کر، دھنویں کے ذریعہ، کبوتر کے ذریعے اور دیگر حیوانات کے ذریعے پیغام پہنچایا جاتا تھا یا خبر رسانی کی جاتی۔ جدید خبر رسانی میں ڈاک خدمات، ٹیلیفون اور آج موبائل ٹیلیفون، اسمارٹ فون اور سیّاروں کی ایجاد نے مواصلاتی نظام کو خوب تیزی سے اور بہت ہی تیز اور آسان بنایا ہے۔ سائنس اور ٹیکنولوجی نے مواصلاتی شعبے میں ترقی حاصل کرنے کے لیے اہم رول ادا کیا ہے۔ آج

ہم تمام اہم حادثات اور کرکٹ میچ کی جاری نشریات دیکھ سکتے ہیں۔ مواصلاتی ذرائع کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں : (1) انفرادی مواصلاتی نظام (2) اجتماعی مواصلاتی نظام

(1) انفرادی مواصلاتی نظام : انفرادی مواصلاتی نظام میں انٹرنیٹ اور اسمارٹ فون سب سے زیادہ موثر اور جدید ترین ہیں۔ ای۔میل، ایک کومرس، روپیوں کی لین دین وغیرہ انٹرنیٹ کی وجہ سے اُن میں تیزی آئی ہے۔ اس کے علاوہ سوشیل میڈیا مختلف اپلیکیشن کے ذریعے خبررسانی کے شعبے میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ دیہی علاقوں کے لوگ بھی اس کے ذریعے ملک بیرونِ ملک کے لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

(2) اجتماعی مواصلاتی نظام : اجتماعی مواصلات میں بھی دو ذرائع ہیں : (1) پریس (چھپائی) کا ذریعہ جس میں اخبار، ڈاک، پرچے (2) الیکٹرونک ذرائع میں آل انڈیا ریڈیو (آکاش وانی) اور دور درشن کا شمار ہوتا ہے۔ 'پرسار بھارتی' ملک کی خودآموزی نشریات نگم ہے۔ آکاش وانی اور دور درشن اس کے اہم دو حصّے ہیں۔ ملک میں فی الحال آکاش وانی (آل انڈیا ریڈیو) کے 415 اسٹیشن ہیں۔ اس کے ذریعے 23 زبانوں میں پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ دور دراز علاقے میں بھی اس کا استعمال آسانی سے ہو سکتا ہے۔ قدرتی آفات کے دوران وہ ایک اہم رابطہ کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ دور درشن (ٹیلی ویژن) سیاروں (سیٹیلائٹ) کے استعمال کے ذریعے دور درشن سماچار، آب و ہوا کی تفصیلات اور تعلیمی نیز تفریحات کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ فی الحال تو بے شمار نجی چینلیں بھی دور درشن کی طرح پروگراموں کی نشریات کرتی ہیں۔

مصنوعی سیارہ موصل (Satelite)

مصنوعی سیارے میں اپنی مواصلاتی صلاحیتیں موجود ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ دیگر مواصلاتی ذرائع کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ بھارت نے چھوڑے ہوئے 'انڈین نیشنل سیٹیلائٹ' (INSA) نظام کثیر النظام ہے کہ جو برقی مواصلات، آب و ہوا، موسم اور آندھی طوفان جیسی آفتوں کی آگاہی، تحقیقات اور دوسری نشریات میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھارتی دور کے احساس (I.R.S.) کے طریقے کے ثانوی سیاروں پر خود اعتماد بن کر اپنے چھوڑے ہوئے وہیکل یعنی پولر سیٹیلائٹ لونچ وہیکل کی (P.S.L.V.) ترقی کی ہے۔

تجارت

بھارت وسیع ترین ملک ہے۔ اس لیے اس میں کہیں پہاڑی علاقے ہیں تو کہیں زرخیز میدانی علاقے۔ ساحلی میدان علاقے اور ریگستانی علاقے جیسی مختلف طبعی ساخت موجود ہے۔ ایسی ہی تنوعات آب و ہوا، نباتات، ساتھ ہی معدنی وسائل اور حرکی توانائی کے ذرائع میں نظر آتی ہیں۔ تنوعات کی وجہ سے ہر ایک علاقے میں کھیتی کی فصل اور صنعتی پیداواروں میں بھی اختلاف نظر آتا ہے۔ اس لیے ملک میں دوقسم کا تجارتی نظام موجود ہے : (1) اندرونی تجارت اور (2) بین الاقوامی تجارت

(1) اندرونی تجارت : ایک ریاست میں زیادہ مقدار میں دستیاب ہونے والی اشیاء دوسری ریاست میں برآمد کی جاتی ہے اور دوسری ریاست میں پیدا ہونے والی اشیاء اپنی ریاست میں درآمد کی جاتی ہیں۔ اسے اندرونی تجارت کہتے ہیں۔ مثلاً پنجاب میں گیہوں زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ دوسری ریاستوں میں برآمد کرتا ہے۔ جبکہ پنجاب کو ساحلِ دریا نہیں ملا ہے۔ اس لیے وہ نمک گجرات سے درآمد کرتا ہے۔ اس طرح ہر ایک ریاست اپنی ریاست میں ہونے والی پیداوار برآمد کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے بھارت میں اندرونی تجارت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔

(2) بین الاقوامی تجارت : دنیا کے مختلف ممالک اپنی اپنی ضرورتوں کے مطابق فروخت کرنے والی اور درآمد کرنے کے طریقے کو بین الاقوامی تجارت کہہ سکتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت میں توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ ملک کا تجارتی توازن منفی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو ملک پیداواری اشیاء کی برآمد زیادہ کرتا ہے اور درآمد کم کرتا ہے۔ تب اُس ملک کا تجارتی توازن مثبت یعنی فائدہ مند ہے۔ ایسا کہا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے ملک میں بیرونی زرِ مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر ملک میں برآمد کی بہ نسبت درآمد میں اضافہ ہو تب تجارتی توازن منفی شکل اختیار کر لیتا ہے ایسا مانا جاتا ہے۔ جو ملک زیادہ برآمد کرتا ہے اُس کی کرنسی کی قیمت بین الاقوامی بازار میں بڑھتی ہے اور جس ملک کی درآمد میں اضافہ ہوتا ہے ایسے ممالک کی کرنسی کی قیمت بین الاقوامی بازار میں کم ہوتی ہے۔ 1910 کے دہائی کی شروعات سے اخلاص کاری کے عمل کے بعد بھارت کی بین الاقوامی تجارت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ پچھلے کئی سالوں کا مطالعہ کریں تو تقریباً بھارت کا تجارتی توازن منفی رہا ہے۔ اس بین الاقوامی تجارتی توازن کو مثبت بنانے کے لیے سرکار نے 'میک اِن انڈیا' پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس سے بہت سی غیر ملکی کمپنیاں بھارت میں مال کی پیداوار کر کے غیر ملکوں میں برآمد کریں گی۔ اب ہم بھارت کی درآمدات و برآمدات تجارت کا مطالعہ کریں گے۔

بھارت کی درآمدی تجارت

بھارت میں ضرورت کے مطابق لوہا-فولاد کی پیداوار نہ ہوتی ہو تب اُن کی اور تانبے کی درآمد ہوتی ہے۔ پٹرولیم، معدنی تیل اور لُبریکینٹ مادّے کی مانگ نقل وحمل کے لیے اور مشینوں کو رفتار دینے میں اضافہ کرتی ہے یا مشینوں کو زیادہ متحرک بناتی ہے۔ اس وجہ سے

اُس کی درآمد کرتے ہیں۔ مشینوں، موتی اور قیمتی پتھر، خوردنی تیل وغیرہ کی غیر ملکوں سے ضرورت کے مطابق درآمدات کی جاتی ہیں۔ ہم مشترکہ ممالک امریکہ، جرمنی، روس، میانمار، ایران وغیرہ ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔

بھارت کی برآمدی تجارت

بھارت ملک کی بعض اشیاء ملک میں مہنگی نہ ہوں اس لیے پیداوار کے کچھ حصّے کی ہی برآمد کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ کئی اشیاء کے خام مال کی درآمد کر کے اُس میں سے پیداواری اشیاء کی ہم دوبارہ برآمد کرتے ہیں۔ بھارت کی اہم برآمدات میں خام لوہا اور معدنیات، انجینئری اشیاء مثلاً سائیکل، پنکھا، سلائی مشین، موٹر، ریل کے ڈبّے اور کمپیوٹر سوفٹ ویئر وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

کیمیات اور اس سے منسلک اشیاء، ہیرے جواہرات، چمڑا اور چمڑے کے سامان، سوتی کپڑے، مچھلی اور اس کی پیداوار، دستکاری کی اشیاء، چائے، کافی، پٹ سن کی اشیاء اور سلے ہوئے تیار کپڑوں کی بھی برآمد کرتا ہے۔

مشق

.1 ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے :

(1) قومی شاہراہ پر مختصر نوٹ لکھیے۔

(2) ٹرافک کے مسئلے کو دور کرنے کی تدابیر بتایئے۔

(3) بھارت کے قومی بحری راستے کون کون سے ہیں؟

.2 ذیل کے سوالوں کے جواب مع نکات لکھیے :

(1) اجتماعی مواصلات میں کس کا شمار ہوتا ہے؟

(2) بھارت سے برآمد ہونے والی اہم اشیاء کون کون سی ہیں؟

.3 ذیل کے سوالوں کے جواب مختصر طور پر دیجیے :

(1) گجرات میں ڈور راستہ (روپ وے) کن مقامات پر واقع ہیں؟

(2) انفرادی مواصلاتی نظام میں موثر ذرائع کون سے ہیں؟

(3) اندرونی تجارت کسے کہتے ہیں؟

(4) قدیم زمانے میں خبر رسانی کس طرح ہوتی تھی؟

.4 ذیل کے تمام سوال کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے جواب دیجیے :

(1) ایوریسٹ کی چڑھائی کے وقت سامان اُٹھانے کا کام کون کرتا ہے؟

(A) نیپالی (B) بھوٹیا (C) بھیّاجی (D) کوئی بھی نہیں

(2) بھارت میں سب سے طویل قومی شاہراہ کون سی ہے؟

(A) 3 نمبر (B) 8 نمبر (C) 44 نمبر (D) 15 نمبر

(3) قومی شاہراہوں کی تعمیر کی ذمّہ داری کس کی ہے؟

(A) ریاستی سرکار (B) مرکزی سرکار (C) ضلع پنچایت (D) کوئی بھی نہیں

سرگرمی

- ریلوے کی موبائل ایپلیکیشن پر سے ریلوے کی آن لائن سہولت کی معلومات حاصل کیجیے۔
- سفر کے دوران نظر آنے والے مائل اسٹون کے ذریعے راستوں کے متعلق جانیے۔
- روزناموں میں آنے والی (درآمد و برآمد) درآمدات و برآمدات تجارت کی خبریں مدرس کے ذریعے حاصل کیجیے۔
- ٹرافِک پارک کی ملاقات لے کر، ٹرافِک قوانین کا پالن کیسے کیا جائے اس بات کا روبرو میں مشاہدہ کیجیے۔
- ٹرافِک کے متعلق بیداری کے لیے (انعقاد کردہ) موک ڈریل میں حصّہ لیں۔

15 اقتصادی ترقی

ہر ایک فرد کی ہر صبح مختلف ہوتی ہے۔ کئی لوگ پُر ماڈّی سہولیات سے پُر زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن دنیا کی اکثر آبادی زندگی کے وجود کو قائم رکھنے کے لیے جدّوجہد کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ غریب کے طور پر پہچانے جانے والے لوگوں کے لیے ماڈّی سہولیات یا عیش و آرام ایک خیالی موضوع ہے۔ ایسے حالات کس طرح وجود میں آئے؟ یا رونما ہوئے؟ ان حالات سے دو چار کیسے ہوا جائے؟ وغیرہ جیسے سوالات کا جواب ہے 'اقتصادی ترقی'

اقتصادی ترقی کا مفہوم

آج کے جدید دور میں دنیا کا ہر ملک ترقی کے لیے کوشاں ہے، لیکن ترقی صرف اقتصادی ہی نہیں۔ بے شمار پہلوؤں کی حامل سماجی تبدیلی کا عمل ہے۔ یہاں ہم اقتصادی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

اقتصادی ترقی، کسی بھی ملک کی قومی آمدنی میں ہونے والا مسلسل اضافہ ظاہر کرتی ہے۔

اقتصادی ترقی یعنی :

- ملک کی قومی آمدنی میں مسلسل اضافہ ہونا۔
- ملک کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہونا۔
- لوگوں کے معیار زندگی میں اصلاح ہونا۔

اس معاملے کو اقتصادی ترقی کہا جاتا ہے۔ ملک کی کل آمدنی کو 'قومی آمدنی' کہا جاتا ہے۔ ملک کی کل آمدنی کو ملک کی کل آبادی سے تقسیم کرنے سے 'فی کس آمدنی' حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ معیار زندگی میں لوگوں کو حاصل ہونے والی سہولتیں مثلاً اناج، کپڑا، تعلیم، صحت، آمد و رفت کی سہولت نیز رہائش کی سہولت کا شمار ہوتا ہے۔ بھارت میں آزادی کے بعد آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہونے سے اناج، کپڑا، بجلی، تعلیم، صحت، رہائش وغیرہ خدمات کے استعمال اور سہولیات میں اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے زمانے کی بہ نسبت مندرجہ بالا ضرورتیں زیادہ عمدہ طریقے سے مطمئن ہوتی ہیں۔ اس پر سے کہا جا سکتا ہے کہ بھارت میں اقتصادی ترقی ہو رہی ہے۔

بھارت کی قومی آمدنی

بھارت کی قومی آمدنی (GDP) 12-11-20 میں 16-2015 کی قیمتیں 87,36,039 کروڑ روپیہ تھی۔ جو بڑھ کر 16-2015 میں 1,35,67,192 کروڑ روپیہ ہوئی تھی۔

اقتصادی اضافہ اور اقتصادی ترقی کے درمیان فرق

عام طور پر اقتصادی اضافہ اور اقتصادی ترقی دونوں لفظ اضافہ ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن دونوں کے درمیان کئی فرق نظر آتے ہیں۔ جو ذیل کے مطابق ہیں :

(1) ترقی کے عمل کی بنا پر : اقتصادی ترقی معیاری اور اقتصادی اضافہ ابعادی ہے۔ اقتصادی ترقی پہلی حالت ہے جبکہ اقتصادی اضافہ اقتصادی ترقی کے بعد کی حالت ہے۔

(2) معاشی نظام میں ہونے والی تبدیلی کی بنا پر : معاشی نظام میں ہونے والی نئی تحقیقات کی وجہ سے پیداوار میں ہونے والا (اقتصادی) اضافہ اقتصادی ترقی ہے۔ مثلاً کھیتی کے شعبے میں (زرعی شعبے) میں گیہوں، دھان جیسی فصلوں میں نئے بیجوں کی ایجاد ہونے سے پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ یہ معاملہ اقتصادی ترقی ظاہر کرتا ہے۔ دوسری جانب کاشت کاری زمین میں اضافہ ہونے سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہونا اقتصادی اضافہ کہلاتا ہے۔

(3) ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے حوالے سے : ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے حوالے سے بھی دونوں کے درمیان فرق نظر آتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں قومی آمدنی میں ہونے والے اضافے کو اقتصادی اضافہ کہتے ہیں۔ جبکہ ترقی پذیر ممالک کی قومی آمدنی میں ہونے والے اضافے کو اقتصادی ترقی کہتے ہیں۔

ترقی پذیر اقتصادی نظام کی خصوصیات

ترقی یافتہ اقتصادی نظام اور ترقی پذیر اقتصادی نظام کو فی کس آمدنی کی بنا پر الگ کیا جاتا ہے۔ عالمی بینک 2004 کے عالمی ترقی کے احوال میں $ 735 سے کم آمدنی والے ممالک کو ترقی پذیر اقتصادی نظام یا معاشی نظام کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ترقی اقتصادی نظام کی اہم خصوصیات ذیل کے مطابق مانی جاتی ہیں۔

(1) کم (نیچی) فی کس آمدنی : ترقی پذیر ممالک کی فی کس آمدنی نیچی ہوتی ہے۔ یا کم ہوتی ہے جبکہ اضافۂ آبادی کی اوسط زیادہ ہونے کی وجہ سے فی کس آمدنی نیچی رہتی ہے۔ فی کس آمدنی کی وجہ سے معیار زندگی بھی نیچا رہتا ہے۔

(2) آضافۂ آبادی : ترقی پذیر ملکوں میں اضافۂ آبادی زیادہ نظر آتی ہے۔ ایسے ملکوں میں اضافۂ آبادی اوسطاً 2% یا اُس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(3) زرعی شعبے پر انحصار : ترقی پذیر ملکوں کی اہم سرگرمی زراعت ہوتی ہے اور ملک کے 60% فیصد سے بھی زیادہ لوگ روزی کے لیے زراعت پر منحصر ہوتے ہیں۔ ملک کی قومی آمدنی میں زراعت کا عطیہ 25% کے قریب ہوتا ہے۔

(4) آمدنی کی غیر یکساں تقسیم : ترقی پذیر ملکوں میں آمدنی اور پیداوار کے وسائل کی غیر یکساں تقسیم دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ غیر یکسانیت دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں نظر آتی ہے۔ ملک کے اعلیٰ درجے کے 20% امیر لوگ قومی آمدنی کا 40% حصّہ رکھتے ہیں اور نچلے درجہ کے 20% غریب لوگ قومی آمدنی کا 10% حصے کے حامل ہوتے ہیں۔ اس طرح ترقی پذیر ملکوں میں آمدنی اور دولت کی مرکزیت امیر لوگوں میں ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

(5) بے روزگاری : بے روزگار ترقی پذیر ملکوں کی اہم خصوصیت مانی جا سکتی ہے۔ ان ملکوں میں بے روزگاری کا تناسب کل محنت کشوں کے 3% فیصد سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان ملکوں میں بے روزگاری مختلف صورتوں میں جیسے کہ موسمی بیکاری، خفیہ بیکاری، صنعتی بیکاری وغیرہ دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ بے روزگاری طویل مدت کی ہوتی ہے۔

(6) غریبی : ترقی پذیر ملک کی علامت یا خصوصیت ہے۔ جو لوگ اپنی بنیادی ضرورتیں جیسے کہ اناج، کپڑا، رہائش، تعلیم اور صحت وغیرہ دستیاب نہ کر سکتے ہوں اُسے غریب مانا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں ایسے لوگوں کا تناسب تقریباً کل آبادی کے ایک تہائی حصّے جتنا ہوتا ہے۔

(7) دورُخی معاشی نظام : ترقی پذیر ملکوں میں معاشی نظام کی دورخی شکل ہوتی ہے۔ ایک جانب دیہی علاقوں میں پسماندہ زرعی طریقہ، قدیم ترین مشینی آلات، دقیانوسی سماجی ڈھانچہ، کم پیداوار نظر آتی ہے۔ دوسری جانب شہری علاقوں میں جدید صنعتیں، نئے پیداواری طریقے، جدید آلات ساتھ ہی شان و شوکت والی طرز زندگی دیکھی جا سکتی ہے۔

(8) بنیادی نایاب خدمات : ترقی کے لیے ناگزیر بنیادی خدمات جیسے کہ تعلیم، آمد و رفت کے ذرائع، خبر رسانی کے ذرائع، بجلی، صحت، بینکنگ وغیرہ کا اس معاشی نظام میں کم ترقی نظر آتی ہے جو ملک کی ترقی کے لیے رکاوٹ بنتی ہے۔

(9) بین الاقوامی تجارت کی صورت : ترقی پذیر ملکوں میں غیر ملکی تجارت کی صورت اور ڈھانچہ مختلف ہوتا ہے۔ یہ ممالک خاص طور سے زرعی پیداوار، باغاتی پیداوار نیز خام دھاتوں کی برآمد کرتے ہیں۔ ان اقسام کی برآمدات کی مانگ کم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات میں کم آمدنی ہوتی ہے۔ جبکہ درآمدات صنعتی پیداوار اور مشینی آلات کی ہوتی ہے۔ ان اشیاء کی قیمتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے درآمدات کے لیے خرچ بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح ترقی پذیر ملکوں کے لیے غیر ملکی تجارت کی شرطیں دشوار زدہ ہونے کی وجہ سے ملک کے غیر ملکی قرضے میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس طرح ترقی پذیر ملکوں میں بالخصوص درجِ بالا خصوصیات ہوتی ہیں۔ بھارت ترقی پذیر ملک ہونے کی وجہ سے درج بالا خصوصیات سے کم و بیش مقدار میں بھارت پر بھی عائد ہوتی ہیں۔

اقتصادی اور غیر اقتصادی سرگرمیاں

بھارتی اقتصادی نظام کا تعارف جاننے سے پہلے ہم اقتصادی اور غیر اقتصادی سرگرمیوں کا مطالعہ کریں گے۔

اقتصادی سرگرمی

آمدنی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرنے کے مقصد سے کی جانے والی سرگرمی کو اقتصادی سرگرمی کہتے ہیں۔ مثلاً کسان، کاریگر، تاجر، مدرس وغیرہ کی سرگرمی کو اقتصادی سرگرمی کہتے ہیں۔

غیر اقتصادی سرگرمی

جس سرگرمی کا مقصد آمدنی حاصل کرنے یا خرچ کرنے کا نہ ہو اُس سرگرمی کو غیر اقتصادی سرگرمی کہتے ہیں۔ مثلاً ماں اپنے بچّے کی پرورش کرتی ہے۔ فرد سماجی خدمات کے کام کرتے ہیں وغیرہ کو غیر اقتصادی سرگرمی کہتے ہیں۔

بھارتی اقتصادی نظام کا ڈھانچہ

معاشی نظام میں ہونے والی مختلف لاتعداد اقتصادی سرگرمیوں یا مختلف پیشوں کو تین اہم حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (1) ابتدائی شعبہ (2) وسطی شعبہ اور (3) خدمات کے شعبے۔ اقتصادی سرگرمیوں کی ان درجہ بندی کو پیشہ وارانہ ڈھانچے کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ان تینوں شعبوں اور اُس میں شامل سرگرمیوں کی بحث ذیل کے مطابق کر سکتے ہیں۔

(1) ابتدائی شعبہ : معاشی نظام کے اس شعبے میں زراعت اور زراعت کے ساتھ جڑی ہوئی سرگرمیاں جیسے کہ مویشی افزائش، مویشی نشوونما، ماہی گیری کی صنعت، مرغے اور بطخ کی نشوونما، جنگلات، خام دھاتوں کی کان کنی وغیرہ سرگرمیوں کا ابتدائی شعبے میں شمار ہوتا ہے۔

(2) وسطی شعبہ : اس شعبے میں چھوٹے اور بڑے پیمانے کی صنعتیں، تعمیری کام مہیّا کرنا وغیرہ سرگرمیوں کا شمار ہوتا ہے۔ یہ شعبہ صنعتی شعبے کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے۔ جس میں پِن سے لے کر بڑی بڑی مشینیں بنائی جاتی ہیں۔

(3) خدمات کے شعبے : اس شعبے میں بے شمار طریقے کی خدمات کا شمار ہوتا ہے۔ ایسی خدمات میں تجارت، خبررسانی، ہوائی اور سمندری راستے، تعلیم، صحت، بینکنگ نیز بیمہ کمپنیوں، سیر و تفریح وغیرہ سرگرمیوں کا اس شعبے میں شمار ہوتا ہے۔

عام طور سے ترقی پذیر ملکوں میں ابتدائی شعبے کو فوقیت حاصل ہے۔ روزگاری اور قومی آمدنی میں ابتدائی شعبے کا عطیہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے اقتصادی ترقی ہوتی رہتی ہے ویسے ویسے ابتدائی شعبے کی اہمیت وسطی اور خدمات کے شعبے کی بہ نسبت کم ہوتی جاتی ہے اور صنعتی شعبے اور خدمات کے شعبے کی وسعت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

پیداواری کے وسائل

قدرتی دولت اور محنت کی مدد سے اشیاء اور خدمات کی پیداوار کی جاتی ہے۔ یہ پیداوار کرنے کے لیے بے شمار طرز کے وسائل کا استعمال ہوتا ہے۔ ایسے وسائل کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (1) زمین (2) سرمایہ (3) محنت اور (4) منتظم ان تمام وسائل کا تعارف ذیل کے مطابق ہے۔

(1) زمین : عام طور سے زمین کو ہم سطحِ ارض کے اوپری پرت کے طور پر پہچانتے ہیں لیکن علم معاشیات کی زبان میں زمین یعنی تمام قسم کی قدرتی دولت یا جس میں سطح زمین پر واقع جنگلات، ندیاں، پہاڑ، زمین کے پاتال میں موجود معدنیات، دھات وغیرہ کا شمار زمین میں ہوتا ہے۔ اس طرح زمین، پیداوار کا قدرتی وسیلہ ہے۔

(2) سرمایہ : پیداواری عمل میں صنعت میں استعمال ہونے والے انسانی تخلیق کردہ وسائل جیسے کہ مشینی اوزار، مکانات وغیرہ کا شمار سرمائے میں ہوتا ہے۔

(3) محنت : ماڈی معاوضے کی توقع کے لیے کی جانے والی کوئی بھی جسمانی یا ذہنی کام کو محنت کہتے ہیں۔ محنت پیداوار کا زندہ وسیلہ ہے۔ زرعی مزدور، کامدار، مدرسین، ڈاکٹر، کاریگر وغیرہ کے کام کو محنت کہتے ہیں۔

(4) منتظم : پیداواری عمل میں زمین، سرمایہ اور محنت جیسے تینوں وسائل کا نفع کے مقصد سے پرصلاحیت انتظام کرنے والے فرد کو منتظم کہتے ہیں۔ ان تینوں وسائل کا منصوبہ بند طریقے سے پیداوار میں مربوط کرنے کی کارروائی یا عمل کو انتظام کہتے ہیں۔

پیداواری وسائل کی تقسیم

انسان کی ضرورتیں لامحدود ہیں اور ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے وسائل محدود ہیں۔ دنیا کے کسی بھی ملک کے پاس لامحدود مقدار میں وسائل دستیاب نہیں ہوتے۔ پیداوار کے وسائل کی ہمیشہ قلت ہی رہنے والی ہے۔ نتیجے کے طور پر ہر ایک ملک کے پاس جو محدود وسائل ہیں اس کا استعمال کیسے، کہاں اور کتنی مقدار میں کرنا؟ وغیرہ سوالات وسائل کی تقسیم میں رونما ہوتے ہیں۔ جس پر ذیل کے مطابق بحث کی جا سکتی ہے۔

(1) لامحدود ضرورتیں : انسان کی ضرورتیں لاتعداد اور لامحدود ہیں۔ اُس پر بھی ایک ضرورت میں سے دوسری بے شمار ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کئی ضرورتوں کو بار بار مطمئن کرنا پڑتا ہے تو کئی ضرورتیں سائنس اور ٹیکنولوجی کی ترقی کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اس طرح بے شمار وجوہات کی بنا پر ضرورتیں لامحدود ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ضرورتوں کو پسند کرنا ہوتا ہے۔

(2) ضروریات کو ترجیح دینا : لامحدود ضرورتوں کے مقابلے میں پیداواری وسائل محدود ہونے کی وجہ سے کون سی ضرورتیں زیادہ اہم ہیں۔ وہ انسان کو طے کر کے اور ضرورتوں کو اہمیت کے مطابق مطمئن کرنا پڑتا ہے۔ جو ضرورت زیادہ اہم ہوتی ہے اُسے پہلے مطمئن کرنا پڑتا ہے اور بعد میں دیگر ضرورتوں کو اس طرح پیداواری وسائل محدود ہونے کی وجہ سے ضرورتوں کا ایک دوسرے پر سبقت لے جانا طے کرنا پڑتا ہے۔

(3) محدود وسائل : پیداواری وسائل میں خاص طور سے قدرتی دولت اور انسانی دولت ہوتے ہیں۔ یہ تمام وسائل محدود ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کا کفایت شعاری سے استعمال کرنا پڑتا ہے اور پسند کی ہوئی ضرورت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے وسائل کی تقسیم کرنی پڑتی ہے۔

(4) آلات کا متبادل استعمال : ضرورتوں کو مطمئن کرنے کے وسائل محدود ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ متبادل استعمال کے حامل ہیں۔ پیداوار کا کوئی بھی ذریعہ ایک سے زیادہ استعمال میں آتا ہو تو وہ ذریعہ بے شمار استعمال کا حامل ہوتا ہے۔ اس ذریعہ کا ایک وقت میں ایک ہی مرتبہ استعمال ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ استعمال متبادل ہے ایسا کہا جاتا ہے جیسے کہ زمین میں گیہوں کی فصل بوئی جائے تو باجرہ، مکئی، مونگ پھلی یا دیگر فصلیں نہیں بوئی جا سکتیں۔ زمین کے دیگر استعمالات کو ترک کرنا ہوتا ہے۔

اس طرح مندرجۂ بالا صورتِ حال میں زیادہ سے زیادہ ضرورت مطمئن ہو سکے اُس طریقے سے مال سامان اور خدمات کی پیداوار میں وسائل کی تقسیم کی جاتی ہے۔

پیداوار کے وسائل کی تقسیم کے طریقے

پیداواری وسائل کی عمدہ تقسیم کر کے اور زیادہ سے زیادہ تیزی سے اقتصادی ترقی حاصل کرنے کے لیے ہر ایک ملک کوشاں رہتا ہے۔ پیداواری وسائل کی تقسیم کے اہم دو طریقے ہیں : (الف) بازاری طریقہ اور (ب) سماجی طریقہ۔ یہ دونوں طریقے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ان دونوں طریقوں کے امتزاج کی وجہ سے یا ان دونوں طریقوں کا امتزاج کر کے دیگر کئی طریقوں نے بھی ترقی کی ہے۔ تمام ملک اپنی مناسبت کے مطابق ایک یا دوسرا طریقہ تسلیم کرتے ہیں۔ پیداواری وسائل کی تقسیم کے متعلق اہم طریقوں کا مفہوم اس طرح ہے :

(الف) بازاری طریقہ : امریکہ، جاپان وغیرہ جیسے ملکوں نے اپنی اقتصادی ترقی بازاری طریقے سے کی تھی۔ بازاری طریقے کو سرمایہ دارانہ طریقہ کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے۔ اس طریقے میں پیداوار کے وسائل کی تقسیم نفع کے انحصار پر کی جاتی ہے۔ اس طریقے میں پیداوار اور اس کے ساتھ مربوط اقتصادی فیصلوں میں مرکزی مقام نفع ہوتا ہے۔ لوگوں کو جن مختلف صنعتوں میں سرمایہ کاری کرنا فائدہ مند معلوم ہوا اُس میں انھوں نے سرمایہ کاری کی۔ اس طریقے میں بازاری نظام مکمل طور سے آزاد ہوتا ہے۔ سرکار کی کوئی خاص اقتصادی پالیسی یا رول نہیں ہوتا۔

بازاری نظام میں 'مقابلہ آرائی' جزو انوکھا کردار ادا کرتا ہے۔ مقابلہ آرائی کے حامل بازار میں زیادہ نفع حاصل کرنے کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بالا تر لے جانی ہوتی ہے۔ اس ردِّعمل کی وجہ سے بے شمار نئی تحقیقات ہوتی ہیں اور پیداوار کے نئے طریقے ایجاد ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے ملک کی اقتصادی ترقی تیزی سے ہوتی ہے۔

اس طرح بازاری طریقے میں 'مقابلہ آرائی یا حریفائی کا جزو' 'غائب ہاتھ' کی طرح پورے بازار پر قابو رکھتا ہے۔ اس طریقے میں ملک کی مداخلت نہ ہونے سے اس طریقے کو 'آزاد معاشی نظام' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

بازاری طریقے کی خصوصیات :

(1) پیداواری وسائل کی ملکیت انفرادی یا خانگی ہوتی ہے۔

(2) بازاری طریقے میں اقتصادی سرگرمی کا مرکز نفع ہوتا ہے۔

(3) گاہکوں کو پسندگی کے لیے وسیع مواقع فراہم ہوتے ہیں۔

(4) سرکار کی مداخلت بازار میں نہیں ہوتی۔

(5) پیداواری وسائل کی تقسیم نفع کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے۔

(6) اقتصادی فیصلے قیمتوں کی بنا پر لیے جاتے ہیں۔

بازاری طریقے کی خصوصیات :

(1) بازاری طریقے میں انسان کی اقتصادی آزادی محفوظ رہتی ہے۔

(2) پیداواری وسائل کا زیادہ اور پُر صلاحیت استعمال ہوتا ہے۔

(3) زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔

(4) معاشی نظام میں مسلسل نئی تحقیقات ہوتی رہتی ہے۔جس کی وجہ سے اقتصادی ترقی کو رفتار حاصل ہوتی ہے۔

(5) مقابلہ آرائی کی وجہ سے اشیاء کا معیار عمدہ ہوتا ہے۔

بازاری طریقے کی حدود (نقائص) : بازاری طریقے کے بے شمار فائدے ہونے کے باوجود وہ مکمل نہیں ہے۔ اس میں کئی خامیاں یا حدود ہیں جو ذیل کے مطابق ہیں :

(1) نفع کو مدِّنظر رکھتے ہوئے پیداوار کی جانے سے عیش و آرام کی اشیاء کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے اور بنیادی ضرورتوں کی اشیاء کی پیداوار کم ہوتی ہے۔

(2) ریاست کا کسی پالیسی کے متعلق کردار نہ ہونے سے قدرتی دولت کا بے جا استعمال ہوتا ہے۔

(3) گاہکوں کا بازار کے متعلق نادانستہ یا لاعلم ہونے کی وجہ سے اُن کا استحصال ہوتا ہے۔

(4) دولت اور آمدنی کی مرکزیت کی وجہ سے آمدنی غیر یکسانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(5) اجارہ داری، اقتصادی ناپائیداری، مزدوروں کا استحصال وغیرہ کا خوف رہتا ہے۔

(ب) سماجی طریقہ : بازاری طریقے کے بے شمار نقائص اور ناکامی کے نتیجے میں سماج وادی یا سماجی طریقے کا وجود ہوا۔ روس اور چین جیسے ممالک نے اس طریقے کو اپنا کر تیزی سے اقتصادی ترقی کی ہے۔

سماجی طریقہ بازاری طریقے سے بالکل مختلف ہے۔ سماجی اقتصادی طریقے میں تمام اقتصادی فیصلے نظام ریاست کے ذریعے لیے جاتے ہیں۔ پیداوار کے تمام وسائل ریاست کی ملکیت ہوتے ہیں۔ اس طریقے میں پورے معاشی نظام کی نظامت ریاست کے ذریعے ہوتی ہے۔ پیداوار، سرمایہ کاری، وسائل کی تقسیم وغیرہ سماج کی ضرورتوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ریاست کے ذریعے کی جاتی ہے۔

سماجی طریقے میں مرکزی مقام پر نفع نہیں ہوتا بلکہ پورے سماج کی فلاح و بہبودی ہوتی ہے۔ مال سامان کی پیداوار اور قیمت ریاست کے ذریعے طے کی جاتی ہے۔ ریاستوں نے پیداوار کے جن نصب العین کو سچ ثابت کرنے کی ذمّہ داری لی ہے وہ ریاست کے ماتحت چلنے والے کارخانوں کی ہوتی ہے۔ محنت کشوں کو ان کی صلاحیت یا اہلیت کے مطابق اُجرت دی جاتی ہے اور اس کے مطابق کام لیا جاتا ہے۔

سماجی طریقے کی خصوصیات :

(1) پیداواری وسائل ریاست کی ملکیت ہوتے ہیں۔

(2) معاشی نظام میں تمام اقتصادی فیصلے ریاست کے ذریعے لیے جاتے ہیں۔

(3) اقتصادی سرگرمی کے مرکز میں منافع نہیں ہوتا بلکہ سماج کی بہبودگی ہوتی ہے۔

(4) محنت کشوں کو کام کے عوض اُجرت ادا کی جاتی ہے۔

سماجی طریقے کے فائدے :

(1) سماج کی ضرورت کے مطابق پیداوار کی جاتی ہے اس لیے غیر ضروری یا عیش و آرام کی اشیاء کی پیداوار نہیں ہوتی۔

(2) اس طریقے میں پیداوار کے فیصلے ریاست کے ذریعے لیے جانے سے قدرتی دولت کا بے جا استعمال نہیں ہوتا۔

(3) آمدنی اور دولت کی غیر یکسانیت دور ہوتی ہے۔

(4) گاہکوں کا استحصال نہیں ہوتا۔

سماجی طریقے کی حدود (نقائص) : یکساں تقسیم اور سماجی بہبودگی کے عمدہ نصب العین کے ساتھ عمل درآمد ہونے والے سماجی طریقے میں بھی کئی نقائص ہیں جو ذیل کے مطابق ہیں۔

(1) پیداواری وسائل ریاست کی ملکیت ہونے کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ کرنے کے لیے تعاون نہیں ملتا۔

(2) مقابلہ آرائی یا حریفائی کی قلت کی وجہ سے معاشی نظام میں تحقیقات کو رفتار نہیں ملتی۔

(3) اس طریقے میں انفرادی طور سے آزادی محفوظ نہیں رہتی۔

(4) ریاست کی پُر مداخلت کی وجہ سے افسر شاہی کا خوف آمادہ ہوتا ہے۔

مشترکہ اقتصادی نظام : بازاری طریقہ اور سماجی طریقے کی بعض حدود کی وجہ سے دونوں طریقوں کے بعض عمدہ معاملات کے ساتھ امتزاج کر کے اور وسطی راستے کے طور پر مشترکہ اقتصادی نظام کا طریقہ وجود میں آیا۔

مشترکہ اقتصادی نظام یعنی ایسا اقتصادی طریقہ کہ جس میں عوامی اور خانگی شعبے کا خود وجود ہو اور یہ دونوں شعبے ایک دوسرے کے مخالف نہ ہوں بلکہ تکمیل بن کر کام انجام دیتے ہوں۔ اس طریقے میں خانگی شعبے میں زراعت، تجارت، چھوٹی استعمالی اشیاء کی صنعتیں وغیرہ ملکیت انفرادی یا خانگی ہوتی ہیں۔ جبکہ بھاری صنعتیں، دفاعی آلات کے کارخانے، ریلوے، بجلی، راستے، آبپاشی وغیرہ بنیادی شعبوں کی ملکیت ریاست کی ہوتی ہے۔

اس طریقے میں بازار مکمل طور پر آزاد نہیں ہوتے۔ سرکار کے ذریعے مختلف طریقوں سے پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ جیسے کہ سماج میں ناپسندیدہ اشیاء کی پیداوار روکنے کے لیے ریاست کے ذریعے زیادہ محصول عائد کیے جائیں اور اس طرح پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کرنے کے لیے ریاست کے ذریعے سب سیڈی، محصول میں راحت وغیرہ جیسی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

اس طرح مشترکہ اقتصادی نظام ایسا اقتصادی طریقہ ہے جس میں اقتصادی فیصلوں کے عمل میں اقتصادی منصوبوں کو اہم مقام عطا کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے خانگی اور عوامی شعبوں کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں پابندیاں یا قابو ہونے کی وجہ سے 'پابند اقتصادی طریقہ' کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے۔ بھارت، فرانس وغیرہ ملکوں میں مشترکہ اقتصادی نظام نظر آتا ہے۔

اقتصادی فیصلوں اور پیداواری وسائل کی تقسیم کے لیے بازاری طریقہ، سماجی طریقہ اور اقتصادی نظام کا مطالعہ ہم نے کیا، لیکن آج دنیا کے کسی بھی ملک میں مکمل طور سے بازاری طریقہ یا سو فیصدی سماجی طریقہ رائج نہیں ہے۔ دونوں طریقے اپنے مخصوص شکل کو گنوا کر مشترکہ اقتصادی نظام میں شامل ہو گئے ہیں۔ بازار کے طریقے میں آج منصوبوں کے اجزاء اور ریاست کی مداخلت پائی جاتی ہے۔ جبکہ سماجی طریقے میں بھی اقتصادی راحتیں اور اقتصادی اخلاص کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

لیکن مشترکہ اقتصادی نظام میں بھی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ جیسے کہ اقتصادی ناپائیداری، انضمام کی قلت، اقتصادی پالیسیوں میں غیر تسلسل، اقتصادی ترقی کی نیچی شرح وغیرہ حدود مشترکہ اقتصادی نظام میں پائی جاتی ہیں۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے :

(1) ترقی پذیر اقتصادی نظام کی کوئی پانچ خصوصیات پر بحث کیجیے۔
(2) ضرورتیں لامحدود ہوتی ہیں۔سمجھایئے۔
(3) بازاری نظام کی حدود پر بحث کیجیے۔
(4) مشترکہ اقتصادی نظام میں وسائل کی تقسیم پر بحث کیجیے۔

2. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مع نکات لکھیے :

(1) پیداواری وسائل کے طور پر زمین۔
(2) سماجی طریقے کے نقائص۔
(3) اقتصادی اضافہ اور اقتصادی ترقی کے درمیان فرق سمجھایئے۔
(4) ابتدائی شعبے کے متعلق مختصر نوٹ لکھیے۔
(5) فرق واضح کیجیے : اقتصادی سرگرمی اور غیر اقتصادی سرگرمی

3. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مختصر طور پر لکھیے :

(1) اقتصادی ترقی یعنی کیا؟
(2) پیداوار کے اہم وسائل کون سے ہیں؟ بتایئے۔
(3) اقتصادی سرگرمی کا مطلب بتایئے۔
(4) بھارت نے کون سا اقتصادی طریقہ اپنایا ہے؟
(5) وسائل کا متبادل استعمال یعنی کیا؟

4. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے دیجیے :

(1) اقتصادی طور سے بھارت کیسا ملک ہے؟
(A) ترقی یافتہ (B) پسماندہ (C) ترقی پذیر (D) غریب

(2) عالمی بینک کے 2004 کے احوال کے مطابق فی کس آمدنی کتنے ڈالر سے کم ہو تو وہ ترقی پذیر ملک کہلائے گا؟
(A) 480 $ (B) 520 $ (C) 735 $ (D) 250 $

(3) کس طریقے کو آزاد اقتصادی نظام کہتے ہیں؟
(A) سماجی طریقہ (B) مشترکہ طریقہ (C) بازاری طریقہ (D) ان میں سے کوئی بھی نہیں

(4) مویشی افزائش پیشے کا شمار اقتصادی نظام کے کس شعبے میں کیا جاتا ہے؟
(A) وسطی (B) ابتدائی (C) خدمات کے شعبے (D) دیے گئے تینوں

سرگرمی

- مدرس طلبہ سے اپنی نگرانی میں اقتصادی اور غیر اقتصادی سرگرمیوں کی فہرست تیار کرائیں۔
- ہمارے ملک کی مختلف سالوں کی قومی آمدنی کی معلومات اکٹھا کر کے چارٹ بنایئے۔
- طلبہ نے دیکھی ہوئی پیداواری وسائل کی درجہ بندی کروائیں اور اسکیچ بک بنائیں۔

•

16 اقتصادی اخلاص کاری اور عالم کاری

بھارت نے 1947 میں آزادی حاصل کر کے تیزی سے اقتصادی ترقی حاصل کرنے کے لیے ہماری سرکار نے منصوبے کے راستے کو تسلیم کیا۔ ایک کے بعد ایک پنج سالہ منصوبوں کے عمل کے ذریعے تیز اقتصادی ترقی حاصل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کے لیے سرمایہ کاری پالیسی، ریاستی مالیاتی پالیسی اور صنعتی پالیسیوں کی وقت وقت پر اشتہارات کیے گئے۔ لیکن سات منصوبوں کے مکمل ہونے تک صحیح معنوں میں اقتصادی ترقی حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ملی۔ اس لیے سرکار نے ناکامی کے اسباب تحقیق کر کے زمانۂ ماضی میں کی گئی خطاؤں کی اصلاح کرنے کے لیے مختلف اقتصادی پالیسیوں کو نیا موڑ دینا طے کیا۔ جو ان حالات 1991 کی صنعتی پالیسی میں اقتصادی ترقی فائدہ مند ثابت ہو ایسی اقتصادی اصلاحات عمل درآمد کی گئیں۔ جنھیں (1) اخلاص کاری (2) خانگیت اور (3) عالم کاری کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

(1) اقتصادی اخلاص کاری : سرکار صنعتی پالیسی کے ذریعے خانگی شعبے پر عائد کی گئی پابندیوں اور قابو میں بتدریج کمی کرے اور ترقی کو حوصلہ افزا کرے، اُسے اخلاص کاری کی پالیسی کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

ابتدائی طبقے میں اخلاص کاری کے مطابق جو اقتصادی اصلاحات کی گئی تھیں وہ خاص طور پر ذیل کے مطابق ہیں :

(1) 18 صنعتیں عام شعبوں کے لیے امانت تھیں اس کے علاوہ دیگر صنعتوں کے لیے اجازت نامے کا طریقہ نابود کیا گیا۔

(2) ریلوے، ایٹمی شعبہ اور تحفظ کے علاوہ تمام شعبوں کو خانگی شعبے کے لیے آزاد کیا گیا۔

(3) صنعتوں کے لیے لازمی اندراج کا رواج رد کیا گیا۔

(4) آلودگی نہ پھیلے اور ماحولیات کے لیے خطرناک نہ ہو، ایسی صنعتیں قائم کرنے کے لیے مرکزی سرکار کا اقرار نامہ حاصل کرنے کی پیش بینی مسترد کی گئی۔

اخلاص کاری کے فائدے :

(1) اخلاص کاری کے نتیجے کے طور پر خانگی شعبے کو آزاد ترقی کے مواقع حاصل ہوئے جس سے پیداوار میں اضافہ ہوا۔

(2) اخلاص کاری کی پالیسی کو قبول کرنے کی وجہ سے بیرونی تجارت کو تقویت ملنا شروع ہوئی اور بیرونی تجارت میں اضافہ ہوا۔

(3) غیر ملکی تجارت میں اضافہ ہونے سے غیر ملکی امانت میں اضافہ ہوا۔

(4) اخلاص کاری کے نتیجے کے طور پر ملک میں اندرونی ڈھانچے کی سہولتوں میں اضافہ ہوا۔

اخلاص کاری کے نقصانات :

(1) خانگی شعبے پر عائد کی گئیں پابندیاں کم ہونے کے باوجود اجارہ داری کے رجحانات میں کمی نہ ہو سکی۔

(2) صرف صنعتی شعبے پر توجہ کرنے سے زرعی شعبہ ترقی نہ کر سکا۔

(3) آمدنی کی غیر یکسانیت میں اضافہ ہوا۔

(4) درآمدات میں اضافہ ہونے سے اور برآمدات کم ہونے سے غیر ملکی قرضے میں اضافہ ہوا۔

(2) خانگیت : خانگیت یعنی ایسا ردِّعمل کہ جس میں ریاست کے ماتحت صنعتی شعبوں کی ملکیت یا اُن کی حکومت خانگی شعبے کو سونپ دی جاتی ہے۔ خانگیت دو طرح سے ہو سکتی ہے۔

(1) پہلے جن شعبوں کو عام شعبوں کے لیے امانت رکھا جائے اُن شعبوں کو خانگی شعبے کے لیے آزاد کیا جاتا ہے۔

(2) ریاست کے ماتحت کمپنیوں کی ملکیت ریاست اپنے پاس رکھے اور نظامت یا حکومت خانگی کمپنی کو سونپتی ہے یا حکومت، ریاست اپنے اس رکھے اور ملکیت خانگی کمپنی کو سونپتی ہے۔

خانگیت کے فائدے :

(1) خانگیت کی پالیسی کی وجہ سے ملک میں صنعتی شعبے میں پیداواری اکائیوں کی تعداد میں اضافہ درج ہوا ہے۔

(2) خانگیت کے نتیجے میں مہنگے اور استعمالی اشیاء کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

(3) عام شعبے کی اکائیوں کی خانگیت ہونے سے عام شعبوں کی اکائیوں کی صلاحیتوں میں اصلاح ہوئی ہے۔

خانگیت کے نقصانات :

(1) خانگیت کے نتیجے میں اقتصادی اختیار مرکزی ہوا ہے۔ جس سے اجارہ شاہی کو ترغیب ملی ہے۔

(2) خانگیت کی وجہ سے چھوٹی گھریلو صنعتیں مناسب طور سے ترقی نہیں کرسکیں صرف بڑی صنعتوں کو ہی فائدہ ہوا ہے۔

(3) خانگیت کی وجہ سے قیمتوں پر قابو نہیں رہا جس سے 'بھاؤ بڑھنا' جیسے مسائل رونما ہوئے ہیں۔

(3) عالم کاری : عالم کاری یعنی ملک کے اقتصادی نظام کو دنیا کے اقتصادی نظام کے ساتھ جوڑنے کا عمل کہ جس کے نتیجے میں اشیاء، خدمات، ٹیکنولوجی اور محنت کا بہاؤ دنیا میں آسانی سے حاصل ہو۔

عالم کاری میں خاص طور سے ذیل کے مطابق اصلاحات کی گئیں :

(1) دو ملکوں کے درمیانی تجارتی رکاوٹوں کو دور کرنا۔

(2) ایسے حالات کی تشکیل کرنا کہ جس سے دو ملکوں کے درمیان زرِ مبادلہ آسانی سے ہو سکے۔

(3) ٹیکنولوجی کی نقل پذیری رکاوٹیں دور کرنا۔

(4) دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان محنت کی نقل پذیری یا تبادلہ آزادانہ طور پر کرنا۔

عالم کاری کے اثرات : عالم کاری کے بھارتی اقتصادی نظام پر مشترکہ اثرات ہوئے ہیں۔ کئی فائدے اور نقصانات ہوئے ہیں۔ جو ذیل کے مطابق ہیں۔

فائدے :

(1) عالم کاری کے نتیجے کے طور پر ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو حوصلہ افزائی ملتی ہے۔

(2) عالم کاری کے ذریعے ترقی یافتہ ممالک میں پیدا ہونے والی اشیاء، آسانی سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

(3) عالم کاری کی بدولت بھارت جیسے ترقی پذیر ممالک بین الاقوامی مقابلہ آرائی کے دوران قائم رہنے کے لیے تقویت حاصل کرتے ہیں۔

نقصانات :

(1) عالم کاری کی وجہ سے غریبی اور بے کاری کے مسائل حل کرنے میں تسلّی بخش کامیابی نہیں ملی۔

(2) ترقی پذیر ممالک برآمداتی اضافے کے ذریعے جو فوائد حاصل ہونا چاہیے وہ مکمل مقدار میں دستیاب نہ ہو سکے۔

(3) عالم کاری کا فائدہ بڑی صنعتوں کو زیادہ حاصل ہوا ہے جبکہ چھوٹی صنعتوں کو کم فائدہ ملا ہے۔

عالمی تجارتی ادارہ (World Trade Organisation) (WTO)

اقوام متحدہ ادارے کے رکن ممالک کے ذریعے 1 جنوری 1995 سے بین الاقوامی تجارت کے لیے ادارہ عالمی تجارتی ادارہ (WTO) شروع کیا گیا۔ اس ادارے کا اہم مرکز سویزرلینڈ کے جنیوا میں قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارے کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

مقاصد :

(1) دنیا کے ممالک کے درمیان تجارتی رکاوٹیں دور کرنا۔

(2) غیر ملکی تجارت کے لیے ملک کی صنعتوں کو دی جانے والی دفاعی پالیسی دور کرنا۔

(3) عالمی تجارتی پالیسی اور اقتصادی پالیسیوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنا۔

(4) دنیا میں رونما ہونے والے تجارتی قضیوں کا حل کرنا۔

کام :

(1) کثیر قومی تجارت اور اُس سے منسلک قراردادوں کے لیے ضروری خاکہ تیار کر کے عمل درآمد کرانا۔

(2) عالمی تجارتی ادارہ کثیر قومی تجارت کے لیے کیے گئے بحث و مباحثے اور گفت و شنید کے لیے 'فورم' (بحث کے لیے مقام) کے طور پر کام انجام دیتا ہے۔

(3) WTO تفریق سے پاک بین الاقوامی تجارت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

(4) مختلف ممالک جو اپنی قومی پالیسی پر عمل کرتے ہوں اُس کا مشاہدہ کرتا ہے اور ضروری اصلاحات کے مشورے دیتا ہے۔

بھارتی اقتصادیات پر اثر :

اس ادارے کے وقتِ قیام سے ہی بھارت اس ادارے کا رُکن ہے۔ اس لیے بھارت پر اس ادارے کے اثرات کیا ہوں گے یا بھارت جو کس اقسام کے فوائد حاصل ہوں گے اُن کی بحث خاص طور سے ذیل کے مطابق ہیں۔

(1) عالمی تجارت میں بھارت کا حصّہ 0.5% تھا۔ بین الاقوامی تجارت میں اضافہ ہونے سے ہماری برآمدات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے عالمی تجارت میں بھارت کا حصّہ بڑھ کر 1% سے زیادہ ہوا ہے۔

(2) WTO کے رکن ہونے سے تیار پوشاک کی برآمدات میں ہمارا اضافہ ہوا ہے۔

(3) WTO میں رکن بننے سے بھارت اپنی زرعی پیداوار کی برآمدات میں اضافہ کر سکے گا۔

(4) برآمدات میں اضافہ ہونے سے درآمدات پر ہونے والے دباؤ کو کم کیا جا سکے گا اور غیر ملکی چلن میں اضافہ ہوگا۔

اس طرح عالمی تجارتی ادارے کے ساتھ مربوط ہو کر رکن ممالک کے طور پر بھارت کو درج بالا فوائد تو حاصل ہوں گے لیکن ساتھ ہی ساتھ کئی شرائط پر عمل بھی بھارت کو کرنا ہوگا۔ خاص طور سے بھارت اپنی اندرونی تجارت کی سہولتوں میں کتنی تیزی سے اضافہ کرتا ہے اور ترقی یافتہ ممالک بھارت کے ساتھ کس حد تک تعاون کرتے ہیں یہ معاملہ اُس پر منحصر ہے۔

مستقل ترقی

مستقل ترقی کے تعارف کے مطابق مستقبل کی "پیڑھی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی قوت کو نقصان پہنچائے بغیر دورِ حاضرہ کی پیڑھی کی ضرورتوں کو مطمئن کرنا۔" اس طرح مستقل ترقی میں ماحولیات وسائل کو قائم رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔

انسانی کائنات کے اردگرد قدرت اور انسانی تخلیق کردہ کُرہ یعنی کہ ماحولیات پر ہونے والے سنگین اثرات کی وجہ سے مستقل ترقی کے نظریے نے ترقی کی ہے۔ آج کی نسل نے جو ترقی کی ہے اور جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے اُسے مستقبل میں قائم رکھا جا سکے یہ ممکن نہیں۔ دورِ حاضرہ کی نسل جو سہولیات سے فیضیاب، ہو رہی ہے وہی سہولتیں شاید نسل کو حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔ ایسا خوف چھا رہا ہے۔

اقتصادی ترقی کی وجہ سے قدرتی وسائل کی مقدار کم ہو رہی ہے اور اُس کا معیار گھٹتا ہے۔ ان حالات میں ترقی کے نظریے میں تبدیلی ضروری ہے۔ آج کی ترقی اور اس کی وجہ سے ماحولیات پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ مستقل ترقی کے نظریے کے تحت کیا جاتا ہے۔

قدرتی اشیاء کے تحفظ اور اضافے کے لیے ذیل کے معاملات کو مدِّ نظر رکھنا چاہیے

(1) دوبارہ استعمال کیے جا سکیں ایسی قدرتی اشیاء جیسے کہ قابل زراعت زمین، جنگلات، آبی دولت وغیرہ کا استعمال، اُن کا معیار برقرار رکھتے ہوئے کرنا اور جو قدرتی اشیاء، ایک ہی مرتبہ استعمال ہوسکیں ایسی ہوں، جیسے کہ کوئلہ پیٹرولیم، معدنیات وغیرہ کا احتیاطاً استعمال کرنا۔

(2) آمد و رفت خرچ کم ہو اُس طریقے سے صنعتوں کا مقام طے کرنا یا آمد و رفت کے ذرائع کا خرچ کم ہو ایسے مقام پر صنعتیں قائم کرنا اور گاڑیوں میں اور صنعتوں میں 'ماحولیاتی ٹیکنولوجی' کا استعمال زیادہ ہو ایسی کوششیں کرنی چاہیے۔

(3) جن آلات کا استعمال ایک سے زیادہ مرتبہ کیا جا سکے اُنہیں زیادہ استعمال کرنا جیسے کہ مختلف آبپاشی کے منصوبوں کا ایک سے زیادہ استعمال مثلاً بجلی کی پیداوار، سیلاب پر قابو، آمدورفت وغیرہ میں کرنا۔

(4) قدرتی اشیاء کا غیر استعمال نہ ہو، صنعتی کوڑوں کا غیر منصوبہ بند نکال کرنا، زہریلی کیمیات، بڑھتی ہوئی گندی رہائش آباد ہونے سے روکنا وغیرہ پر قابو پانا۔

(5) پیداوار کے تمام شعبوں میں شمسی اور بادی توانائی جیسی غیر رسمی توانائی کا استعمال زیادہ کرنے پر زور دینا۔

ماحولیات کے تحفظ کے لیے اقدامات

ماحولیات کے تحفظ کے لیے سویڈن کے اسٹاک ہوم شہر میں 1972 میں پہلی بار 'زمین کانفرنس' کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس کے بعد دورانِ وقت عالمی معیار پر ماحولیات کے متعلق مختلف بے شمار مجالس اور کانفرنس منعقد ہوئیں۔ اس میں ماحولیات کے تحفظ کے لیے بے شمار اقدامات اٹھانا طے کیا گیا۔

بھارت بھی ان عالمی کوششوں میں شامل ہے۔ قومی سطح پر ماحولیات کے لیے بیداری پیدا کرنے کے لیے سرکار مختلف کوششیں انجام دے رہی ہے۔ جیسے کہ (1) ملک کے اہم شہروں کی آلودگی کی معلومات پیش ہوتی ہیں۔ (2) آلودگی پر قابو پانے کے لیے مرکز اور ریاست آلودگی قابو بورڈ کی بنیاد ڈالی گئی۔ (3) دنیا بھر میں 5 جون کو 'یوم ماحولیات' کے طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ (4) 1981 میں بھارت سرکار نے 'ہوا کی آلودگی پر قابوٗ پانے کا قانون بنایا۔ (5) اوزون سطح کا سوراخ، ایٹمی کچروں کا نکال اور حیاتیاتی تنوعات کو برقرار رکھنے کے لیے عالمی قراردادیں ہوئی ہیں۔

اس طرح ماحولیات کے تحفظ کی ذمّہ داری ہم سب کی ہے۔ اگر ہم آلودگی پر قابونہیں پا سکے تو وہ دِن دورنہیں کہ جب کرّہ ارض پر تمام ذی روح کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے :

(1) اخلاص کاری کا مفہوم بتا کر اُس کے فوائد بتائیے۔

(2) خانگیت کے فائدے اور نقصانات لکھیے۔

(3) ماحولیات کے تحفظ کے لیے اقدامات بتائیے۔

(4) مستقل ترقی کا پیش خیمہ سمجھائیے۔

.2 مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مع نکات لکھیے :

(1) عالم کاری کے فائدے بتائیے۔

(2) عالمی تجارتی ادارے کے مقاصد لکھیے۔

(3) خانگیت کے فائدے بتائیے۔

.3 مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مختصر طور پر لکھیے :

(1) عالم کاری (عالمی تحویل) کا تعارف سمجھائیے۔

(2) بھارت میں اقتصادی اصلاحات کا عمل کب ہوا؟

(3) عالمی تجارتی ادارے کا قیام کب ہوا؟

(4) مستقل ترقی کا تعارف سمجھائیے۔

.4 ذیل کے سوالوں کے جواب دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے دیجیے :

(1) عالمی تجارتی ادارے کا بڑا مرکز کہاں واقع ہے؟

(A) اسٹاک ہوم (B) جنیوا (C) لندن (D) کولکاتا

(2) ماحولیاتی بیداری کے متعلق 'زمین کانفرنس' کس سال میں منعقد کی گئ؟

(A) 1972 (B) 1951 (C) 1992 (D) 2014

(3) دنیا میں کس دن کو 'یوم ماحولیات' کے طور پر منایا جاتا ہے؟

(A) 8 مارچ (B) 11 جون (C) 5 جون (D) 12 مارچ

(4) ملک کے اقتصادی نظام کو دنیا کے اقتصادی نظام کے ساتھ مربوط کرنے کا عمل یعنی ......

(A) خانگیت (B) عالم کاری (C) اخلاص کاری (D) ایک بھی نہیں

سرگرمی

- طلبہ گروہ بحث کے ذریعے خانگیت، اخلاص کاری اور عالم کاری کے فوائد اور نقصانات کی بحث کریں۔
- ماحولیات کی بیداری کے لیے ریلی کا منصوبہ بنائیں۔
- طلبہ کے ذریعے شجرکاری اور اس کے جتن کے لیے کام کرنا۔
- اسکول میں ماہرین کے ذریعے مقالے منعقد کرنا۔

●

17 اقتصادی مسائل اور چیلینجز : مفلسی اور بیروزگاری

بھارتی اقتصادی نظام میں کئی سنگین اور اہم، اقتصادی اور سماجی مسائل جیسے کہ آبادی میں اضافہ، قیمتوں میں اضافہ کالا پیسہ، مفلسی، بیروزگاری، فاقہ کشی، بدعنوانی، دہشت گردی وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ جس میں سے اہم اقتصادی مسائل مفلسی، بے کاری، قیمتوں میں اضافہ اور آبادی میں اضافہ ہیں۔ جس میں سے مفلسی اور بیروزگاری کے متعلق تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔

مفلسی

سماج کا بڑا طبقہ اپنی زندگی کی بنیادی ضرورتوں مثلاً اناج، پوشاک، رہائش، تعلیم، حفظان صحت کی خدمات کم سے کم مقدار میں بھی حاصل کرنے سے محروم رہ کر زندگی بسر کرتا ہو تب سماج کی اس حالت کو 'وسیع یا بے حد غریب' کہا جاتا ہے، اور اس حالت میں سماج میں رہنے والے فرد کو 'غریب' مانا جاتا ہے۔

17.1 مفلسی کے معیار سے نیچے جینے والے لوگ

مفلسی کے معیار سے نیچے جینے والے لوگ (BPL Below Poverty Line) : مفلسی ایک معیاری نظریہ ہے۔ بھارت میں مفلسی کو انسان کی زندگی کی اعلیٰ سطح کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مفلسی کے معیار سے نیچے جینے والے لوگوں کی عام خصوصیات ذیل میں دیکھی جا سکتی ہیں :

- جس انسان کو دو وقت کا کھانا نہ ملتا ہو۔
- رہنے کے لیے مکمل مقدار میں گنجائش یا کشادگی والی جگہ حاصل نہ ہوتی ہو۔
- مجبوراً گندی بستیوں یا غریب علاقوں میں رہائش کرنی پڑتی ہو۔
- اُس کی آمدنی معیّن کردہ اُمید کی حامل آمدنی سے بھی کم ہو۔
- اُس کی عمر قومی اوسطاً فی عمر سے بھی کم ہو۔
- جو زیادہ تر ناخواندہ ہوں۔
- جو مسلسل غیر مقوی غذا کی کمی کی وجہ سے چھوٹی بڑی بیماریوں میں مبتلا ہوں۔
- جن کے بچّے خاندان کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے فرائض کرنے کی غرض سے پڑھنے کی عمر میں مزدوری یا کام دھندوں پر جانے کے لیے مجبور ہونا پڑتا ہو۔
- جن کے بچّوں کی نقائص کی وجہ سے بچپن میں ہی موت واقع ہونے سے اُن کی موت کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔
- مفلسی کے معیار کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کی اعلیٰ معیارِ زندگی کے لیے کی جانے والی سرکار کے ذریعے کوششیں۔
- دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں مفلسی کے معیار کے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں کی آمدنی بے حد کم ہے۔ ایسے خاندانوں کو انتیودَے خاندان یا مفلسی کے معیار کے نیچے زندگی گزارنے والے خاندان (BPL) کہتے ہیں۔
- سرکار نے ایسے خاندانوں کی شناخت کر کے راشن کارڈ کی بنا پر عوامی نظام تقسیم شروع کیا ہے۔ ان دکانوں کو کفایتی قیمت کی دکانیں کہتے ہیں۔ ایسے خاندانوں کو ہر ماہ ضروری اشیاء جیسے کہ اناج، شکر، تیل، نمک، کیروسین وغیرہ فراہم کیا جاتا ہے۔

اس کے ذریعے ان کی اعلیٰ معیار زندگی بنانے کی کوششیں ہوئی ہیں۔

مفلسی کے معیار کا نظر سب سے پہلے WHO کے ڈائرکٹر لارڈ بیورڈ اورلے نے پیش کیا تھا۔ مفلسی کے معیار کی گنتی ناپ اب اناج، پوشاک، رہائش، تعلیم حفظان صحت پینے کا صاف پانی، بجلی، سینیٹیشن کی سہولت (محکمۂ صفائی کار)، آمد و رفت، نقل وحمل وغیرہ کے لیے ہونے والے استعمالی خرچ اور آمدنی کو مدِّنظر رکھتے ہو، کیلیری کے انحصار پر معیارِ زندگی کی معینہ سطح کو 'مفلسی کا معیار' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔
مفلسی کا معیار، خطِ غربت کا خیال، وقت، مقام، حالات میں واقع تبدیلیاں کے مطابق بدلتا ہے۔

مفلسی کا ناپ : بھارت میں مفلسی کے معیار کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کی تعداد معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں : (1) کسی ایک خاندان کے ذریعے ملف اشیاء یا خدمات کے لیے کیے جانے والے خرچ کی بنیاد پر اور (2) خاندان کے ذریعے حاصل ہونے والی کل آمدنی کی بنیاد پر (خاندان یعنی زیادہ سے زیادہ 5 ممبران کی تعداد معین کردہ ہیں)

(الف) مطلق مفلسی :

سماج کے لوگ اناج، دالیں، دودھ، سبزی، کپڑا جیسی بنیادی ضرورتیں کمتر بازاری قیمت میں بھی حاصل نہ کر سکتے ہوں یا حاصل کرنے کے قابل نہ ہوں تو اسے مطلق مفلسی کہتے ہیں۔

(ب) اضافی مفلسی :

سماج میں مختلف آمدنی والے طبقوں میں اگر کوئی طبقہ دیگروں کی بہ نسبت کم آمدنی حاصل کرتا ہو تو اسے غیر اضافی مفلسی کہتے ہیں۔ یہ خیال ترقی یافتہ ممالک میں رائج ہے۔

A. 10,000 روپے B. 20,000 روپے C. 30,000 روپے۔ یہاں تین لوگوں کی آمدنی مختلف ہے۔ فرد کی غیر اضافی مفلسی کے طور پر A فرد کی آمدنی کم ہونے سے A فرد غریب مانا جائے گا۔ اسی طرح C فرد کی غیر اضافی مفلسی کے طور پر A اور B زد کی آمدنی کم ہونے سے وہ غریب کہلائیں گے۔

بھارت میں مفلسی

بھارت میں پلاننگ کمیشن نے 2011-12 میں مفلسی کا معیار طے کرنے کے لیے دیہی علاقوں میں فی کس ماہانہ استعمال خرچ 816 روپے مطلب ہر خاندان کا خرچ 4080 روپے اور شہری علاقوں میں فی کس ماہانہ استعمال خرچ 1000 روپے پر ہر خاندان کا استعمال خرچ 5000 روپے اوسطاً مقرر کیا گیا تھا۔ یعنی استعمال خرچ کو پورا کرنے کے لیے اتنی فی کس ماہانہ آمدنی کم سے کم ملنی چاہیے۔ اس نئے پیمانے کی بنا پر بھارت میں 2011-12 میں غریبوں کی تعداد کم ہو کر 27 کروڑ ہوئی تھی اور مفلسی کا تناسب کل آبادی میں کم ہو کر 21.9 فیصد ہو گیا تھا۔ بھارت میں 2009-10 میں مفلسی کا معیار کل آبادی کے 29.8 فیصد تھا۔ اس طرح تقریباً 35.47 کروڑ لوگ مفلسی میں زندگی گزار رہے تھے۔ عالمی بینک نے بین الاقوامی سطح پر توازن برقرار رکھنے کے لیے 2012 میں 2008 کی قیمتوں میں فی کس روزمرّہ آمدنی 1.90 ڈالر مقرر کی تھی۔ جو مفلسی کے خط کا معیار ہے۔ عالمی بینک کے ایک احوال کے مطابق 2010 میں بھارت کی کل آبادی تقریباً 121 کروڑ میں سے 32.7 فیصد لوگ مفلسی کے معیار کے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے۔ جس کی تعداد تقریباً 45.6 کروڑ ہوتی ہے۔

UNDP-2015 کے رپورٹ کے مطابق بھارت میں 2011-12 میں مفلسی کی مقدار کل آبادی کے 21.92 فیصد تھی۔ بھارت میں کل غریب 26.93 کروڑ میں سے دیہی علاقوں میں 21.65 کروڑ لوگ اور 25.72 شہری علاقوں میں صرف 5.28 لوگ 13.7% مفلسی کے معیار تلے زندگی گزار رہے تھے۔ بھارت میں سب سے زیادہ مفلسی کے تناسب والی ریاست چھتیس گڑھ (36.93 فیصد) ہے۔ جبکہ کم مفلسی والی ریاست گوا ہے (5.09 فیصد)۔ گجرات میں مفلسی کا تناسب 16.63 فیصد دیکھا گیا تھا۔ بھارت میں اوسطاً 30 فیصد سے زیادہ مفلسی کے تناسب والی ریاستوں میں چھتیس گڑھ، اسم، اتر پردیس، منی پور، بہار، اروناچل پردیس، جھارکھنڈ، اُڑیسہ وغیرہ ہیں۔

بھارت کافی مقدار میں قدرتی وسائل اور بے انتہا عطیات سے خوشحال ہے۔ ان بے شمار وسائل کا مناسب یا منظم طریقے سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت کی قلت تعلیم اور مہارت کی قلت، سالوں ناکام منصوبوں کی وجہ سے ان قدرتی وسائل کا لوگوں کی فلاح و بہبودی اور عیش و آرام کے لیے تسلّی بخش استعمال نہ ہونے کی وجہ سے مفلسی کا تناسب کم نہیں ہوا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ 'امیر بھارت میں غریب آباد ہیں'

(الف) دیہی علاقوں میں مفلسی : دیہی علاقوں میں آباد غریبوں میں زیادہ تر بغیر زمین کے کھیت مزدور، گھریلو صنعتیں یا چھوٹی صنعتوں کے کاریگر، معمولی کسان، بھکاری، کم تنخواہ والے مزدور، جنگل یا پہاڑی علاقے میں آباد لوگ، جن ذاتیں عارضی کاریگر شامل ہیں۔

(ب) شہری علاقوں میں مفلسی : شہری علاقوں میں آباد غریبوں میں عارض مزدور، بے کار روزمرّہ محنت کشی، گھر کے نوکر، رکشا چلانے والے، چائے-ناشتہ کا ٹھیلہ، گلّہ اور ہوٹل، ڈھابہ یا اوٹو گیریج میں کام کرنے والے مزدور، بھکاری کہ جو اپنی چھوٹے سے چھوٹی ضرورت زندگی کی اشیاء بھی مطمئن نہ کر سکتے ہوں اور مفلسی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

مفلسی کے اسباب

مفلسی میں مبتلا شہروں کی بہ نسبت دیہی علاقوں میں انتہائی دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجوہات ذیل میں درج ہیں :

- زرعی شعبے میں نامکمل ترقی اور نامکمل آبپاشی کی سہولتوں کی وجہ سے زرعی شعبے سے حاصل ہونے والی آمدنی میں کمی۔
- زراعت کے علاوہ کے اوقات میں متبادل روزگاری کے مواقع کی قلت۔
- دیہی شعبے میں دیگر روزگاری یا ملازمت کا ضروری علم، تعلیم، صلاحیت یا تربیت کی قلت کے اسباب۔
- ذات پات کی رسم اور دقیانوسیت، روایتوں کی وجہ سے رسم و رواج پر ہونے والے خرچ کی وجہ سے قرض میں مبتلا اس طرح غیر پیداواری اخراجات میں اضافہ ہونے سے۔
- ناخواندگی کا تناسب زیادہ ہونے سے استحصال اور ناانصافی کا شکار بنتے ہیں۔ ساتھ ہی سرکاری منصوبوں کی واقفیت نہ ہونے سے اُن سے فیضیاب نہیں ہو سکتے۔
- اقتصادی پالیسیوں میں پسماندہ انسان کی ضرورتوں اور اس کے اقتصادی مقاصد کا اخراج ہونے سے۔
- نقد فصلوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور خوردنی فصلوں کی پیداوار کم ہوئی۔ اناج، دالیں وغیرہ کی قلت پیش آئی اور بھاؤ بڑھے۔ جس کی وجہ سے دو وقت کی روٹی یا کھانا نہ ملنے سے۔
- اقتصادی اصلاحات پر عمل درآمد ہونے سے اقتصادی انتظام کا زوال ہوا۔ کپڑا اور چھوٹی صنعتوں کا خاتمہ ہوا۔ مقامی منتقلی بڑھی، زراعت کی آمدنی میں کمی ہونے سے۔
- غریب نقائص، ناقص نشوونما اور مختلف امراض کا شکار ہوتے ہیں۔ حفظانِ صحت کی جانب خرچ میں اضافہ ہوا، آمدنی مستقل ہی رہی، علاج دوائیوں کے خرچ میں اضافہ ہونے سے۔
- ٹیکنولوجی میں تبدیلیاں ہونے سے۔ روایتی پیشے، کٹیر صنعتیں ختم ہونے سے اور مقامی بازار بند ہونے سے بے کاری میں اضافہ ہوا۔
- اضافۂ آبادی کی شرح بڑھی، شرح اموات میں کمی ہوئی، اوسط عمر میں اضافہ ہوا۔ محنت کے کل مطالبے کی بہ نسبت محنت کے ذخیرے میں اضافہ ہوا۔ بیروزگاری میں اضافہ ہوا۔ دوسری طرف اُن کی ضرورتِ زندگی کی اشیاء کی مانگ کی طرف پیداوار میں قلت ہونے سے بھاؤ بڑھے۔ قوتِ خرید میں کمی واقع ہوئی۔ معیار زندگی نیچا ہوا۔ آخرکار مفلسی میں اضافہ ہوا۔

مفلسی دور کرنے کی تدابیر

بھارت میں مفلسی کی زہریلی گردش اپنی گرفت جما رہی ہے۔ اس کے لیے اہم وجوہات کی مختصر طور پر معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق مفلسی کم کرنے میں کس طرح کا پیش خیمہ اپنانا چاہیے۔ وہ سمجھنا آسان ہوگا۔

اب تک 11واں پنج سالہ منصوبہ مکمل ہوا ہے۔ تب تک تو بھارتی اقتصادی نظام کی ترقی کی سیاسی پالیسی میں اور کام کے منصوبوں میں دیہی علاقوں کو نظرانداز کر دینا ہی ذمّہ دار ہے۔ بھارتی اقتصادی نظام کی شہری چوٹی بھلے ہی شہروں میں موجود ہو لیکن اس کی بنیاد تو گاؤں میں ہی ہے۔ گاؤں ہی بھارت کے اقتصادی نظام کا 'دل' ہے۔ اس لیے اسے دھڑکتا اور خوشحال رکھنے کے لیے بجٹ میں سے ایک بڑا حصّہ گراموڈھار کے لیے صَرف کرنا چاہیے تھا۔ بھارت کی صحیح طور سے اقتصادی ترقی، سماجی ترقی اور تہذیبی ترقی گاؤں کی ترقی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس لیے اب حالیہ سرکار نے 'گراموڈئے سے بھارت اُدّئے' کے پروگرام کے ذریعے گراموڈھار بعدازاں 'دیشودھار' کے بنیادی نظریے کو عمل پیرا کر کے مرکزی اور ریاستی حکومت نے مفلسی کے انسداد کے لیے دیہی شعبے میں پیش خیمے سہولتیں، زرعی شعبے کی ترقی اور گھریلو صنعت، کٹیر صنعت، گھریلو صنعتوں کی ترقی پر خصوصی زور دے کر بے شمار نئے منصوبوں اور پروگراموں کو عمل درآمد کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے روزی کے مواقع تشکیل پائیں گے۔ جس کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ ہوتا اور مفلسی کم ہوگی۔

(1) آزادی کے بعد کے سالوں میں منصوبے میں 'مفلسی ہٹاؤ' کے نعرے کے ساتھ کسی بھی سرکار نے بڑے پیمانے کی اور بھاری صنعتوں کی ترقی پر زیادہ توجہ دی تھی۔ اس کی ترقی کے لیے بے شمار حوصلہ افزائی کی گئی جس کی بدولت تیروں کی ترقی ہو اور دوسری طرف دیہی علاقوں میں 'سبز انقلاب' کے نصب العین کے ساتھ زمین کے قانون کی اصلاح کے پروگرام پر عمل کر کے زرعی شعبے کی ترقی کر کے ملک میں پیداوار میں اضافہ ہوگا، روزی کے مواقع کی تشکیل ہوگی۔ روزی میں اضافہ ہوتا اور اس کی وجہ سے آمدنی بھی بڑھے گی اور غریبوں کی حالت میں اصلاح ہوگی۔ صنعتوں کی ترقی سے صنعتی مالکوں کو حاصل ہونے والے اقتصادی فائدے صنعتی مالکوں، امیر کسان یا زمینداروں

جیسے امیر طبقے یا دولتمند طبقوں کو حاصل ہونے والی آمدنی کا زیادہ کا فائدہ بتدریج غریبوں تک پہنچے گا اور اس کی وجہ سے غریبوں کی تعداد میں کمی ہوگی، لیکن اس پیش خیمے کی اُمیدواری ناکام ثابت ہوئی۔ ملک میں اقتصادی ترقی کی رفتار سست رہی ہے۔ سست اقتصادی ترقی کے ساتھ آمدنی کی بے انصافی اور غیر یکساں تقسیم ہونے سے آمدنی اور دولت کی مرکزیت سماج کے چوٹی کے بعض دولتمندوں کے ہاتھ میں ہی رہی۔ اس طرح، اقتصادی ترقی کے فائدے کی وسعت نہ ہونے سے غریبوں کی حالت میں کوئی اصلاح نہ ہوسکی۔ آمدنی کی غیر یکساں تقسیم ہونے سے امیر لوگ زیادہ دولتمند بنے اور غریب بنے۔

(2) سرکار نے آمدنی کی غیر یکسانیت دور کرنے کے لیے محصول کی پالیسی میں غریبوں کی زندگی کی ضرورتوں کی اشیاء حاصل کرنے کے لیے، اُن کی پیداوار بڑھانے کے مقصد کے تحت دولتمندوں کی استعمالی اشیاء یا خدمات، عیش و آرام یا شوق موج کی اشیاء اور خدمات پر اور ان کی آمدنی پر اونچی شرح پر ٹیکس نافذ کیا۔ اسی کے ساتھ غریبوں کی اشیاء پر استعمالی خرچ بڑھ نہ جائے، آمدنی کا بڑا حصّہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو مطمئن کرنے کے لیے خرچ نہ ہو جائے اس محتاط کے ساتھ ایسی استعمالی اشیاء جو ضرورتِ زندگی کی اشیاء ہیں انہیں عوامی تقسیم کے نظام (PDS) کے تحت، واجبی بھاؤ کی دکانیں (FPSS) کے ذریعے طے شدہ جتھے میں رعایتی شرح پر گھر آنگن تک فراہم کر کے اُن کا معیار زندگی اعلیٰ بنانے کا پیش خیمہ اپنایا۔ اس طرح، دولتمند طبقے کی اشیاء کی پیداوار کم ہو اور پیداوار کے ذرائع کی تقسیم غریبوں کی اشیاء کی پیداوار کی طرف بڑھے ایسی کوششیں حکومت نے کی ہیں۔ اس طرح، غریبوں کی روزی میں اضافہ، صلاحیت میں اضافہ ہو پیداوار میں اضافہ ہو اور آخرکار آمدنی میں اضافہ ہوتو معیارِ زندگی میں بھی اصلاح ہو سکے، ایسی کوششیں حکومت کر رہی ہیں۔

(3) مفلسی ختم کرنے کے لیے زراعت پر مزید دھیان دینے کی اہمیت سمجھ میں آنے سے حکومت نے زمین کے قانون میں اصلاح کی تدابیر انتہائی زمین کا قانون، پابندی سے لگان داری، فن کاشتکاری کا تحفظ، جیسے کئی قوانین سے دیہی شعبے کے دولت مند لوگ کسانوں یا زمین داروں کی آمدنی میں کمی کر کے زمین سے محروم رہنے والوں، کھیت مزدور یا لگان داروں کی آمدنی میں اضافہ ہو اس طرح مفلسوں کی حالت بنانے کا منصوبہ تیار کیا۔

(4) حکومت نے زراعت، زراعت پر منحصر دیگر صنعتوں، دیگر سرگرمیوں کی ترقی ہو، جیسے کہ مویشی افزائش، ڈیری صنعت، ماہی گیری کی صنعت اور جنگل کاری، چھوٹے بڑے آبپاشی کے منصوبے کی ترقی کرنا، گھریلو صنعتیں، کٹیر صنعتیں، چھوٹی صنعتوں کو خاص حوصلہ مند امداد عطا کر کے خودکفیل شعبے کے تحت آلات کے کم استعمال ہوں ایسے دھندے (تجارت) یا صنعتوں میں روزی کا اضافہ ہو، ساتھ ہی روایتی پیشے، دست کاری اور کٹیر صنعتوں کے لیے حوصلہ مند پالیسیوں کا اعلان کر کے مالی امداد فراہم کرنا۔ کئی گھریلو صنعتوں کو امانت رکھا گیا جس سے دیہی شعبے میں روزی کے اقتصادی مواقع فراہم ہوئے۔ دیہی نوجوانوں کو متبادل روزی کے مواقع دستیاب کرنے کے مقصد سے تعلیم و تربیت اور مہارت و صلاحیت میں اضافہ کرنے کے انتظامات کیے گئے جس سے اُن کی روزی سے متعلق صلاحیت کو فروغ حاصل ہو۔ روزی کے نئے شعبے نظر آئے، جس کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ ہوا اور نتیجے کے طور پر اُن کی حالت میں اصلاح کرنے کے پیش خیمے کی شکل میں بے شمار بہبودی خودکار روزی کے پروگرام حکومت نے عمل درآمد کیے ہیں۔

(5) حکومت نے دیہی شعبے میں تعلیم، حفظانِ صحت، آبادکاری، روزی، چھوٹے خاندان، خبررسانی، اندرونی غیر سہولیات کے ڈھانچوں میں اصلاح کی، آبپاشی، سڑک، پیداوار کا تحفظ، مہارت اور تعلیمی شعبے، زرعی شعبے کی اصلاحات کیں، فصل کی مختلف ذاتوں کو فروغ دیا، بیج بونا، کھاد، ٹریکٹر کی سہولت کے لیے سستی بینک لون کی رقم حاصل کروا کے گراموڈھار کے بے شمار قسم کے اعلیٰ خواہشات کے حامل اقدامات لیے۔ گھر آنگن میں نوجوانوں کے لیے روزی کے شعبے فراہم کیے جس کی وجہ سے شہر کی طرف مقامی منتقلی کم ہو اور شہروں کی آبادی کا بوجھ گھٹے یا کم ہو۔ دیہی یا شہر کی سطح پر اسکولیں، اعلیٰ اور اعلی ماتحتی، اسکولیں، ہائی اسکولیں اور ہائر سیکنڈری اسکولیں، قریبی فاصلے پر کالج شروع کر کے ٹیکنیکل اور پیشہ وارانہ نصاب اور تعلیمی مراکز کی سہولیات فراہم کیں۔ لڑکے۔لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم مہیّا کرنے تک مالی امداد کی شکل میں اسکولر شپ، فی معافی سہولت، آشرم شالائیں، لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مالی امدادی کے ذریعے حوصلہ افزائی جیسے بے شمار اقدام کیے ہیں۔ عورتوں کی تقویت کی کوشش کی شکل میں مالی طور سے پیر پر کھڑے ہونے کے لیے خودکار روزی فراہم کرنے کی مختلف ٹھوس کوششیں اور پروگرام عمل درآمد کیے، اس طرح سرکار مفلسی کے راکھشس کو ختم کرنے کے لیے پیش خیمہ کے طور پر اور سلسلہ وار ٹھوس اقدامات لے رہی ہے۔ ان اقدامات پر عمل درآمد ہونے کے باوجود اقتصادی نظام میں گہرائی تک گھر کر جانے والے مفلسی کے مسئلے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینے کے خواب کو سچ ثابت کرنے میں اور عالمی بینک کے 2030 تک میں دنیا سے مفلسی کے انسداد کو کم کرنے کے ویژن کو مشین کے طور

پر مکمل کرنے میں بھارت کو اب بھی کئی منزلوں کے لیے ٹھوس قدم اٹھانا ہوگا۔

مفلسی دور کرنے کے پروگرام (پوورٹی ایلیویئیشن پروگرام PAP)

مفلسی دور کرنے کے طریقوں کو پیش خیمے کے طور پر کامیاب بنانے کے لیے مفلسی کے معیار تلے گزارنے والے شہری اور دیہی علاقوں کے لوگوں پر براہِ راست اثر ہو، اس طریقے سے مختلف مفادی منصوبوں کا براہِ راست اقتصادی فائدہ اُن لوگوں کو حاصل ہو، اُس مقصد سے اور روزی کے مواقع فراہم کر کے آمدنی میں اضافے کے ذریعے مفلسی پر قابو پانے کے پروگرام عمل درآمد کیے جاتے ہیں۔ ان منصوبوں اور پروگراموں کے نام میں تبدیلی ہو، لیکن اصل مقصد مفلسی سے متاثر خاندانوں کے لیے روزی یا نوکری کے مواقع تشکیل دیتا ہے۔ زرعی شعبے کی ترقی کرنا، گراموڈھار انّ (اناج) سلامتی، تعلیم و تربیت کے ذریعے صلاحیت میں اضافہ جیسے بے شمار مقاصد کی تکمیل کر کے اُن کی مالی حالت میں اصلاح کر کے سماجی تحفظ یا سلامتی عطا کرنا ہے اور ان کو مفلسی کے معیار سے اوپر لانا ہے۔ حالیہ مرکزی سرکار نے اور ریاستی سرکار نے بے شمار توقعات اور مفاد کاری منصوبے عمل درآمد کیے ہیں۔ شہری اور دیہی علاقے کے غریبوں کی حالت میں اصلاح کرنے کے لیے جغرافیائی اور منظم سہولتوں میں اضافہ کر کے معیارِ زندگی اعلیٰ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اگر بیروزگاری کا مسئلہ کم ہو تبھی مفلسی بھی کم ہو سکتی ہے۔

مفلسی کے انسداد کے منصوبوں کو خاص طور سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ : (1) تنخواہ دار روزی کے پروگرام (2) خودکار روزی کے پروگرام (3) اناج کے تحفظ کے پروگرام (4) سماجی سلامتی کے پروگرام (5) شہری مفلسی روکنے کے پروگرام۔

فی الحال یہ پانچ شعبے بے حد سلسلہ وار پروگرام عمل پیرا ہیں، لیکن اس میں سے اہم پروگرام اور منصوبوں کے متعلق ذیل کے مطابق متفرق طور سے اور مفصل طور پر بحث کریں گے۔

1. زرعی ترقی اور آبپاشی، سڑک، پیداوار کا تحفظ، مرطوب کھیتی اور زرعی پیداوار کی فروخت جیسے شعبے میں ذیل کے مطابق منصوبوں میں بتائے گئے پروگراموں میں شامل ہو کر روزی حاصل کر سکیں، جس میں سے براہِ راست آمدنی حاصل ہو اور غریبوں کی حالت میں اصلاح ہو، یہ اہم مقصد ہے۔

(i) پردھان منتری کُرشی سینچائی یوجنا : قومی کُرشی منصوبے کے تحت زراعت میں شرحِ اضافہ ہو، زراعت سے منسلک شعبے فروغ پائیں، آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ کرنا، زمین کو آبپاشی کے لیے استعمال کرنا، ٹپک طریقے سے آبپاشی کرنا، تمام کھیتوں کو پانی دستیاب کرنے کے لیے آبی مشکلات کو ختم کرنے کے لیے چھوٹے بڑے، متوسط چیکڈیم تعمیر کرنا جیسے لاتعداد اقدام لے کر کسانوں کو زراعت کے خطرات اور قرض سے بچانے کے لیے اور روزی کے ذریعے آمدنی حاصل کر کے مفلسی سے باہر لانے کی کوشش ہے۔

(ii) پردھان منتری فصل ویمہ یوجنا : اس یوجنا کے تحت کھیت سُرکشا ویمہ یوجنا (زراعت تحفظ ویمہ منصوبہ) زیادہ محفوظ کر کے قدرتی آفتوں سے ہونے والے نقصانات میں مالی تعاون فراہم کرنا، امداد کے بھاؤ میں کپاس کی خریدی میں بونس اور پیداوار (فصل) کے نقصان میں معاوضہ دینا شروع کیا ہے۔ قیمتوں کے قیام کے لیے 'شدی مُکت کُرشی بھاؤ پنچ' کی تشکیل کی ہے۔

(iii) راشٹریہ پیے جل پروگرام : اس پروگرام کے تحت تمام کھیتوں کو پانی، حیات کینال کے ڈھانچے میں اصلاح کرنا، زمین کی عریاں کاری روکنا، انوسوچت جن ذات کے کسانوں کو نئے ٹیوب ویل، خار کے ذرّات کی رونمائی پر قابو پانا جیسے پروگرام عمل درآمد کیے۔ ساتھ ہی تالاب کی کان کُنی، واٹرشیو کی ترقی، ٹانکی کی تعمیر، بارش کے پانی کا ذخیرہ، جنگل کاری، نہر کی لائننگ بنانا، درخت پودے لگانا جیسے جدیدکاری اور چیک ڈیم کی دوبارہ تعمیر کے روزی سے مربوط پروگرام عمل پیرا کر کے دیہی علاقے زراعت پر منحصر غریب خاندانوں کو مفلسی سے باہر نکالنے کے لیے کئی مالی امداد کی صورت میں امداد کی ہے۔

(iv) ریاستی سرکار نے بھی زرعی شعبے فائدہ مند منصوبوں میں خریف فصل کے لیے بالکل کم شرح پر بینک کے ذریعے رقم فراہم کرنا، مویشی افزائش کے لیے، کھاد کے ذخیرے کے لیے سہولتیں مہیّا کی ہیں اور مرکزی حکومت کے آبپاشی کے پروگرام میں بھی ریاستی حکومت نے ٹھوس اقدام لیے ہیں۔

(v) 'ای۔ نام یوجنا' کے تحت کسانوں کے لیے قومی زرعی بازار قائم کیے جس میں کسان آن لائن اپنی پیداوار کو فہرست میں شامل کر سکتا ہے۔ تاجر کسی بھی مقام سے اُس پیداوار کی قیمت لگا سکتا ہے۔ درمیانی لوگ بھی بیچولے، دلالوں سے ہونے والے نقصان سے کسانوں کی بچا کر زیادہ قیمت کی صورت میں معاوضہ حاصل ہو اور حریفائی سے زیادہ اقتصادی فائدہ حاصل ہو، وہ تمام معاملات اس منصوبے کے مقاصد ہیں۔

اس طرح، زرعی ترقی اور زیادہ معاوضہ حاصل کرنے کے اقدامات اٹھائے گئے جس سے کسان زراعتی پیشے کے ساتھ مربوط رہے وہ بے حد ضروری ہے۔

2. 'گراموڈے سے بھارت اُدّے' : ایسے پروگراموں کے ذریعے کسان سے متعلق منصوبوں میں جنگلاتی جانداروں سے ہونے والے نقصان زدہ پیداوار کا تحفظ کرنے کے لیے تار کی مالی امداد، قلت یا قحط کے دوران حیوانی دولت کے تحفظ کے لیے گھاس کی پیداوار اور مویشی شیلٹر مویشی شیلٹر تعمیر کرنے کے لیے امداد بے حد جدید سیٹیلائٹ یا ڈرون ٹیکنک سے بارش کی آگاہی اور معدنی علاقے تلاش کرنا، زمین کا سروے کر کے ریکرڈ برقرار رکھ کر زراعت میں مشین کاری کے لیے اور منی ٹریکٹر کی خریدی میں کم شرح پر لون کی رقم اور سب سڈی کی شکل میں امداد، پانی کی ٹنکی کی تعمیر میں امداد، باغاتی پیداوار کے معیار میں اصلاح زرعی مالیاتی منڈل میں کمپیوٹرائزیشن، کپاس، دالیں، مصالحے کی پیداوار کے لیے ٹیسٹنگ لیبوریٹری قائم کرنا، فائدہ مند قیمت حاصل کرنے کا انتظام، آبی ذخیرے کے لیے آبی منبعوں سے کانپ دور کر کے گہرا کرنا، بڑے کرنا، کھیت تالاب کی تعمیر، آبی منبعوں کے کینال اور نالوں کی صفائی اور لمبائی میں اضافہ کرنا جل مندروں کی دوبارہ تعمیر اور چیکڈیموں کی ریپیرنگ اور پانی کی قوتِ ذخیرہ میں اضافہ کرنے جیسی بے شمار کاموں کا بیڑا اٹھایا جس میں کھیتی کے علاوہ کے اوقات میں روزی حاصل ہو اور ساتھ ہی دیہی شعبوں میں مستقل دولت کی تعمیر ہو، اس طرح کسانوں کو قرض سے باہر نکالنے کی کوششوں کی صورت میں مختلف قسم کی امداد فراہم کرنے کی کوشش مرکزی سرکار اور راج سرکار نے اس منصوبے میں کی ہیں۔

3. دین دیال اُپادھیائے گرام جیوتی یوجنا : دیہی شعبے میں کسی بھی رکاوٹ کے بغیر 7×24 شب و روز مسلسل بجلی کی رسد فراہم کرنا، گھروں میں اور کھیتوں میں رعایتی طور سے بجلی مہیّا کرنا، ملک بھر میں بجلی کی سہولت بغیر کے 18000 گاؤں میں بجلی پہنچانے کی نئ لائنیں، نئے ترقی سب اسٹیشن قائم کرنا اور زرعی شعبے کی بجلی آلات کی خریدی میں سب سڈی کے طور پر امداد عطا کر کے غریب کسانوں کی آمدنی سہارا بننے کی کوشش ہے۔ شمسی توانائی کے ذریعے بجلی حاصل کرنا، سولر ٹیکنک ذرائع کے لیے بھی سب سڈی دی گئی ہے۔

آدیباسیوں کے ہمہ گیر ترقی کے لیے ون بندھو کے فلاحی منصوبے کے تحت امداد

4. آدیباسی عورتوں کو مویشی افزائش کے لیے 'سنکلِت ڈیری وکاس روزگار یوجنا' کے تحت زراعت سے منسلک اور باغاتی کھیتی کی ترقی کے لیے نرم و نازک پودے کی فصل کے لیے منڈپ بنانے میں امداد، زندہ کھیتی گریڈنگ اور پیکیجنگ کی تربیت اور رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ سمرس ہاسٹیل اور آشرم، اسکولیں قائم کی۔

5. مرطوب زراعت کی حوصلہ افزائی : کرنا، رجسٹریشن میں، فی میں امداد، زرعی آلات کی خرید میں امداد، کسانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کم شرح پر رقم دینا، مناسب بازار کا انتظام کرنا جیسے اقدام کر کے ماحولیات کا توازن اور زرعی خرچ میں کمی کرنا، اس منصوبے کا مقصد ہے۔

6. مُکھیہ منتری گرام سڑک یوجنا : وزیر اعلیٰ دیہی سڑک کے منصوبے کے تحت راستوں کے کاموں کا منصوبہ بنانا۔ گاؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ سڑک راستوں سے اور ہائی وے سے جوڑنے کے لیے گرام پنچایتوں کو امداد عطا کرنا، پاخانے تعمیر کرنے کا کام جیسے روزی سے مربوط پروگرام عمل پیرا ہیں۔

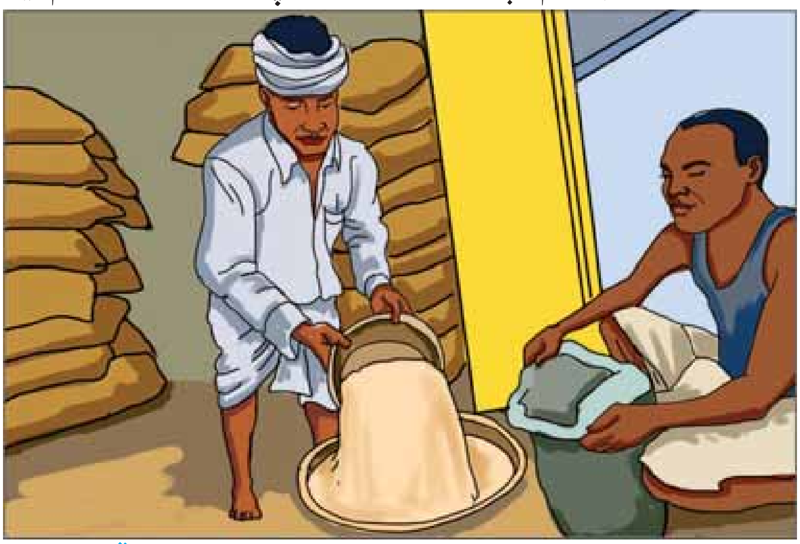

17.2 'ماں انّ پورنا یوجنا' کے مطابق FPS کے ذریعے اناج کی تقسیم

7. 'ماں انّ پورنا یوجنا' : کے تحت گجرات سرکار نے تمام 'انتیودّے' یعنی غریب خانوں اور مفلسی کے معیار تلے زندگی گزارنے والے لوگوں کو فی خاندان ہر ماہ 35 ک گ اناج مفت میں تقسیم کرنا اور غریب متوسط طبقے کے خاندانوں کو سستے بھاؤ میں ہر ماہ ایک فرد کو 5 ک گ اناج جس میں گیہوں 2 روپے ہر کلو پر، چاول 3 روپے ہر کلو کے بھاؤ سے کفایتی بھاؤ کی دکانوں کے ذریعے مہیا کر کے ریاست کی 3.82 کروڑ عوام کو اس منصوبے کے تحت سہارا دے کر اناج کا تحفظ عطا کیا ہے۔ جس کی وجہ

سے آمدنی کا بڑا حصّہ اناج پر خرچ ہونے سے بچے گا اور اُس بچت کی رقم سے دیگر استعمال اشیاء خرید غریب انسان کے چہرے مسکراہٹ لاک معیارِ زندگی میں اصلاح کرنا، اس منصوبے کا مقصد ہے۔

8. سانسد آدرش گرام یوجنا : کے تحت سانسن کے ذریعے چناؤ علاقے میں ماتحتی گاؤں میں تعلیم، حفظان صحت، روزی کی سہولتوں میں اضافہ کر کے جدید پُرسہولیات 'آدرش گام' کی تشکیل کے ذریعے مقامی منتقلی روکنا، عوامی مستقل ملکیتوں کا قیام کرنا، خوشگوار زندگی کے مواقع کی تشکیل کرنا، گراموڈھار، تہذیبی ورثے کا تحفظ سماجی سامراس کے کاموں کے ذریعے روزی مہیّا کرنے کی کوشش کرنا، انسانی ترقی میں اضافہ کرنا جیسے عمدہ مقاصد شامل ہیں۔

9. مہاتما گاندھی قومی دیہی روزی کے حوالے سے منصوبہ : (MNREGA) منریگا کے روزی کے متعلق پروگرام 'اپنے گاؤں میں اپنا کام، ساتھ ہی ملتا ہے واجبی دام' کے نعرے کے ساتھ بے حد مقبول عام منصوبہ ہے جس میں ریاست کے دیہی علاقوں میں آباد خاندانوں یا جو بالغ ممبران ہیں (18 سال سے اوپر کے) جسمانی محنت کرنے والے نااہل کام کرنے کے خواہش مند تمام خاندان کی زندگی کی گزربسر کے مواقع میں اضافہ کرنے کے لیے ہر خاندان کے ایک ممبر کو سرمایہ کار نہ سال میں 100 سو دن (دن کے سات گھنٹے کے مطابق) تنخواہ دار روزی فراہم کرنے کا مقصد ہے۔ سرکار نے معیّن کردہ تنخواہ روزمرّہ تنخواہ کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ اگر کام ملنے کے بعد سرکار کام مکمل کرنے میں ناکام ہو، تو اصول کے مطابق اُسے 'بیروزگاری کا وظیفہ (بھتّہ) ادا کیا جاتا ہے۔ یہاں دیہی ترقی کے کام، انفرادی پاخانے تعمیر کرنا، انفرادی کنویں، زمین ہموار کرنے کے کام، باغاتی کام، اندرا آواس یوجنا کی مزدوری کے کام، مویشی، رہائش، قدرتی کھاد بنانا، مرغے بکری کے لیے شیڈ، مچھلی سکھانے کے یارڈ، کینال صفائی، آبی ذخیرے کے کام، راستوں کے، جنگل کاری جیسے بے شمار کام ہر ایک خاندان کو مقرر کردہ تنخواہ دار روزی فراہم کرنے کا حوالہ دے کر انہیں مفلسی کے معیار سے اوپر لا کر ان کے معیار زندگی کی اصلاح کرنے کے پروگرام ہیں۔

10. مِشن منگلم : کے ذریعے راج سرکار مفلسی کے معیار تلے زندگی گزارنے والے خاندانوں کی نسواں ممبروں کو دوست تنظیموں یا خود امدادی گروہ میں شامل کر کے باصلاحیت تربیت فراہم کر کے پاپڑ، اچار، اگربتّی بنانے کی گھریلو صنعت کی ترقی کے لیے روزی (مستقل طور پر) فراہم کر کے مفلسی معیار سے اوپر لاتا ہے۔

11. دتّو پنت ٹھیگڑی کاریگر ویاج سہائے یوجنا : کے ذریعے راج سرکار دستکاری اور ہاتھ کی بناوٹ کے کٹیر صنعتوں کے کاریگروں کو خام مال کی خریدی کے لیے شرح کی بینک لون کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

12. جیوتی گرام اُدھیوگ وِکاس یوجنا : میں دیہی علاقے میں آمدنی اور صنعتی حوصلہ افزائی کے لیے دیہی علاقوں میں صنعت قائم کرنے کے لیے پلانٹ، مشینی آلات، بجلی، زمین وغیرہ کے لیے مالی امداد، سب سیڈی فراہم کر کے خودکار روزی کے مواقع مہیّا کرنے کا مقصد ہے۔ 'اسٹارٹ اپ انڈیا' میں نئے آئیڈیا کے ساتھ بے روزگار نوجوان حوصلہ مند صنعت کاروں کی تربیت، مفت بجلی، زمین اور مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

13. باجپائی بینکیبل یوجنا : شہر اور دیہی بے روزگار کہ جن کی عمر 18 سے 65 سال کی ہے۔ 4 تھی جماعت پاس ہو اُسے تعلیم و تربیت فراہم کر کے صنعت کے لیے یا وراثتی کاریگروں کو دھندا یا تجارت کے لیے طے شدہ رقم کی مالی امداد مہیا کرنے کا خودکار روزی کا پروگرام عمل پیرا ہے۔

14. ایگروبز نیس پالیسی 2016 کے ذریعے راج سرکار نے پروسیسڈفوڈ پروڈکٹ کی برآمد میں امداد، ایگروفود پروسیسنگ یونٹ قائم کر کے 10 لاکھ لوگوں کو روزی فراہم کرنے کا منصوبہ عمل درآمد کیا گیا ہے جس کے ذریعے مفلسی میں کمی کی جا سکتی ہے۔

بے روزگاری (Unemployment)

بھارت کے دور حاضرہ کے مسائل میں سے سنگین اقتصادی مسئلہ بے روزگاری یعنی بیگاری ہے۔ بیروزگاری کی وجہ سے مفلسی رونما ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ طویل عرصے کا اور اقتصادی نظام میں گہرائی تک گھر کر جانے والا مسئلہ ہے۔ دنیا کے زیادہ تر ملک بیروزگاری کے مسئلے سے دوچار ہو رہے ہیں۔

بیروزگاری-معنی : جو بالغ عمر کے لوگ جن کی عمر 15 سے 60 سال کی ہو وہ بازار میں معین کردہ تنخواہ کے مطابق کام کرنے کی خواہش مند ہوں اور اہلیت رکھتے ہوں کام کرنے کی مناسب قوت اور مناسب صلاحیت کے حامل ہوں۔ کام کی تلاش میں ہوں اُس کے باوجود وہ کام حاصل نہ کر سکتے ہوں ایسے انسان کو بیکار یا بے روزگار کہا جاتا ہے۔ ایسے اجتماعی حالات کو بے روزگار کہا جاتا ہے۔ ایسی بیروزگاری لازمی طور پر وہ برداشت کرتے ہیں جسے مرضی کے خلاف یا غیر ارادی بیروزگاری کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص معین کردہ بازار کے تنخواہ کی بہ نسبت زیادہ تنخواہ کے طلبگار ہوں، 15 سے 60 سال کے درمیان عمر کے گروہ میں جن کا شمار نہ ہوتا ہو، اپاہج، کمزور، مریض یا ضعیف، سُست یا کاہل گرہست ہو، جو قوت مند ہونے کے باوجود کام کرنے کا رجحان یا تیاری نہ رکھتے ہوں ایسے لوگ بے روزگار یا بیکار نہیں مانے جاتے ہیں۔

بیروزگاری کی اہم قسمیں : بھارتی اقتصادی نظام میں بیروزگاری کی اہم قسمیں ذیل کے مطابق ہیں :

(1) موسمی بیروزگاری : بھارت میں زرعی شعبے میں آبپاشی کی نامکمل سہولتیں بارش کی بے قاعدگی اور متبادل روزی کے مواقع کی قلت کی وجہ سے تین سے پانچ ماہ بے کار رہنا پڑتا ہے۔ جسے موسمی بیروزگاری کہتے ہیں۔

(2) گردشی بیروزگاری : قدیم ٹیکنولوجی کے مقام پر نئی ٹیکنولوجی آئے تب کچھ وقت کے لیے مزدور بیکار ہو جاتے ہیں جسے گردشی بیروزگاری کہتے ہیں۔

(3) پیش خیمے کی بیروزگاری : بھارتی اقتصادی نظام پسماندہ اور دقیانوسی ہے۔ سماجی، پسماندگی، روایتی طور پر دقیانوسی، رسم و رواج، ناخواندگی اور بنیادی ڈھانچوں کی قلت وغیرہ وجوہات کی بنا پر پیش خیمے کی بیروزگاری نظر آتی ہے۔

(4) خفیہ بیروزگاری : کسی کام دھندے یا پیشہ وارانہ سرگرمی میں ضرورت سے زیادہ مزدور شامل ہوں، ان زیادہ کے مزدوروں کو پیداواری کام میں سے بے دخل کر دینے سے کل پیداوار میں مزدوروں کی کمی واقع نہ ہو تب ان زیادہ کے مزدوروں کو خفیہ طور سے بیکار کہا جائے گا۔

(5) صنعتی بیروزگاری : صنعتی شعبے میں ہونے والی تبدیلی کی وجہ سے جو شخص مختصر یا طویل مدت کے لیے بغیر کام کیے رہنا پڑتا ہو تب اُس حالت کو صنعتی بیروزگاری کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

(6) تعلیم یافتہ لوگوں کی بیروزگاری : کم سے کم اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہو اور وہ شخص بیکار ہو تب اسے تعلیم یافتہ بے روزگار یا بیکار کہا جاتا ہے۔

بھارت میں بیروزگاری کا تناسب : بھارت میں بیروزگاری کا تناسب ریاست کے مطابق مختلف ہے۔ 'روزگار وِنیمئے کچہری' میں روزی کی تلاش میں بھٹکنے والے لوگوں کا اندراج کرتے وقت مایوسی کی وجہ سے تعداد میں اُس کا خاص تناسب یا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود بھارت سرکار کے محنت یا مشقت اور روزگار دفتر کے ذریعے اور نیشنل سیمپل سروے (NSS) کے انحصار پر بھارت میں باروزگاری کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

2011 کی مردم شماری کے مطابق 116 ملین لوگ روزی کی تلاش میں تھے۔ 32 ملین لوگ غیر تعلیم یافتہ، بے روزگار اور 84 ملین لوگ تعلیم یافتہ روزگار تھے۔ بھارت میں 14-2013 میں بیروزگاری کی شرح 5.4 فیصد تھی اور گجرات میں فی ہزار لوگوں 12 لوگ (1.2 فیصد) بے روزگار تھے۔ بھارت میں 10-2009 میں ایک ہزار لوگوں میں شہری علاقوں میں 34 لوگ (3.4 فیصد) جبکہ دیہی علاقوں میں 16 افراد (1.6 فیصد) بے روزگار تھے۔ تعلیم یافتہ (بے روزگار) بیکاروں کا تناسب شہروں میں زیادہ موجود تھا۔ 2013 میں عورتوں کی بیروزگاری کی شرح 7.7 فیصد درج کی گئی تھی۔

بھارت میں سِکّم، کیرل، مغربی بنگال، اُتر پردیس، چھتیس گڑھ (اور گجرات)، جموں کشمیر، تری پورا جیسی ریاستوں میں بے کاری کا تناسب زیادہ اونچا درج کیا گیا تھا۔ جبکہ ہماچل پردیس، ہریانہ، کرناٹک، چندی گڑھ اور گجرات میں بیروزگاری کا تناسب بتدریج کم رہا ہے۔ گجرات میں روزی کے شعبے میں خوشنما اور قابل درج حالات ہیں۔